S.R 6

سود کی تباہ کاریاں

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

سعید بن علی بن وهف القحطانی

ترجمہ: عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

نظر ثانی: ابو المکرم بن عبد الجلیل رحمہ اللہ

مولف کی زیر نگرانی ترجمہ وتصحیح شدہ

مترجم سے رابطہ کے لئے:

Mobile: +91-9773026335 ● Tel.: +91-22-25355252

E-Mail: inayatullahmadani@yahoo.com

س.ر ٦

الرِّبَا

أضراره وآثاره في ضوء الكتاب والسنة

(باللغة الأردية)

تأليف

سعيد بن علي بن وهف القحطاني

ترجمه إلى اللغة الأردية

عناية الله بن حفيظ الله السنابلي

راجع الترجمة

ابو المكرم عبد الجليل (رحمه الله)

أشرف المؤلف على الترجمة ومراجعتها وتصحيحها

ردمك: ٩٩٦٠-٤٦-٠٧٣-٨

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل بسلامة المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج بتقدير ممتاز، ولمعرفتي بسلامة منهجه أذنت له بترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتابا، راجعنا منها أربعة عشر كتابا فوجدناها مترجمة ترجمة سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تزكيتي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقه، وسلامة معتقده، هكذا أحسبه والله حسيبه ولا أزكي على الله أحدا. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

من سعيد بن علي بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيرا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

دین اسلام نبی رحمت ﷺ پر نازل کردہ اللہ عزوجل کا منتخب اور پسندیدہ دین ہے، جو طرح طرح کے امتیازات وخصوصیات سے مزین اور آراستہ ہے، اسلام کے جملہ احکامات مبنی بر اعتدال اور بنی نوع انسان کی تمام تر دینی ودنیوی مصلحتوں کی تکمیل کرتے نیز تمام تر نقصانات، مفاسد اور خطرات پر قدغن لگاتے ہیں۔ شفقت ومحبت، رافت ورحمت، اخلاص ووفا، ایثار وہمدردی، امانت ودیانت، لطف وکرم، بھائی چارگی وبہی خواہی وغیرہ دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کا جزو لاینفک ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مرد مسلم کی جان اور

عزت وآبرو کے ساتھ اس کے مال ودولت کی بھی حفاظت کا سامان کیا ہے۔ مال اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے حلال طریقہ سے کمانے اور حلال طریقہ سے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، اور اسی مصلحت کی تکمیل کی خاطر باہمی لین دین' خرید وفروخت اور تجارت واجارت وغیرہ میں مسلم معاشرہ کے افراد پر کڑی شرطیں عائد کی ہیں، تاکہ مال کی حفاظت کا سامان ہوسکے۔

زمانہ جاہلیت میں چونکہ تمام تر اخلاقی قدریں ناپید تھیں' جو جس طرح چاہتا تھا دوسرے کی جان' مال اور عزت وآبرو پر حملہ آور ہوتا تھا، بلاشبہ یہ چیز اسلام کی شان عظمت کے خلاف اور اس کے مزاج سے متصادم تھی، بنابریں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے ذریعہ ان تمام برائیوں کا خاتمہ فرمایا، زمانۂ جاہلیت میں من جملہ رسوم کے ایک رسم جسے عام زبان میں ''سود'' کہا جاتا ہے بھی عام تھی، یہی نہیں بلکہ سودخوری ایک معروف تجارت سمجھی جاتی تھی، اسلام نے اس کا بھی خاتمہ کیا اور اسلامی معاشرہ کو اس سے پاک وصاف کرنے کے لئے اس سلسلہ میں مختلف وعیدیں سنائیں۔

موجودہ دور میں چونکہ ''سود'' بہت ہی زیادہ عام ہوچکا ہے اور ایک ناسور اور طاعونی وباء کی شکل اختیار کرگیا ہے' اسے مختلف ناموں سے کھایا اور معاشرہ کے متوسط اور پسماندہ طبقے کے افراد کا ناحق خون چوسا جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ حالت یہاں تک جاپہنچی ہے کہ بسا اوقات ایک متدین شخص بھی اپنے حالات کے پیش نظر اسے لینے یا دینے پر مجبور ہوجاتا ہے، معاشرہ کا کوئی شعبہ' ادارہ' کمپنی' محکمہ' بینک یا کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں سودی لین دین نہ ہوتا ہو۔

یہ عصر حاضر کا ایک حساس موضوع ہے جسے سمجھنے' سمجھانے اس کی باریکیوں کو جاننے اور اس سلسلہ میں صحیح اسلامی تعلیمات نیز سودی لین دین' کاروبار یا اس میں کسی بھی طرح کا تعاون کرنے کے سلسلہ میں قرآن وسنت میں جو وعیدیں وارد ہیں انہیں بیان کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

زیر نظر کتاب میں مملکت سعودیہ عربیہ کے معروف صاحب علم ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر مختصر مگر کتاب وسنت کے نصوص اور سلف صالحین کے فرمودات پر مشتمل مستند حوالوں کی روشنی میں

ایک جامع تحریر حوالۂ قلم کی ہے، کتاب اپنی معنویت کے اعتبار سے ''بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر'' کے مصداق ہے۔

راقم کی یہ چوتھی طالبعلمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہورہی ہے، میں اپنے تمام اسلامی بھائیوں، بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے سامنے اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، نیز اپنی اہلیہ، اہل خانہ اور جملہ معاونین کا بھی شکر ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

بعدہ فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ ابوالمکرم عبدالجلیل حفظہ اللہ (مترجم وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد - ریاض) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے انتہائی ژرف نگاہی سے کتاب پر نظر ثانی کی اور

تصحیح فرمائی اور پھر کتاب کی کتابت، طباعت اور دیگر ضروری امور میں بھرپور تعاون سے نوازا، نیز دیگر معاونین کا بھی ممنون ومشکور ہوں جنھوں نے کتاب میں کسی بھی طرح سے ہاتھ بٹایا، جزاہم اللہ خیرا۔

اخیر میں تمام اہل علم اور طالبان علم سے میری پرخلوص درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی بھی قسم کی فروگذاشت نظر آئے تو بشکر وامتنان ضرور مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ اردو داں حلقہ کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح، ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

٢٥/صفر بروز جمعرات

ابوعبداللہ/عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی
مدینہ طیبہ، مملکت سعودیہ عربیہ

مُقَدِّمَة

إن الحمد لله ، نحمده، ونستعينه، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

﴿ يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولاتموتن إلا وأنتم مسلمون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنا چاہئے ،اورتم نہ مرنا مگراس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

﴿يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس

(۱) سورۃ آل عمران:۱۰۲۔

واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً ونساءً واتقوا الله الذي تساء لون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيباً﴾(۱)۔

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا اوراسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں' اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

﴿ يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولاً سديداً يصلح لكم أعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً﴾(۲)۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راست گوئی سے کام لو تا کہ

(۱) سورۃ النساء:۱۔

(۲) سورۃ الاحزاب:۷۰،۷۱۔

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرما دے اور تمہارے گناہ بخش دے، اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔

حمد باری اور نبی رحمت پر درود وسلام کے بعد! بلاشبہہ سب سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے، اور بدترین باتیں دین میں نو ایجاد کردہ امور ہیں، اور ہر نئی ایجاد کی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سوٗد اس کے نقصانات اور اس کے خطرناک اثرات کا موضوع توجہ کے قابل ہے، اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ سود کے انواع واقسام کا علم رکھے تا کہ اس سے دور رہ سکے، کیونکہ جو شخص سودی معاملہ (لین دین) کرتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والا ہے۔

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر میں نے اپنی ذات کے لئے اور اپنی طرح دیگر کوتاہ علم وعمل (بھائیوں) کے لئے سود کے احکام کے سلسلہ میں

کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے دلائل اکٹھا کئے ہیں، اور اس کے نقصانات نیز فرد اور معاشرہ پر اس کے اثرات بیان کئے ہیں۔

میں نے اس بحث کو ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ میں تقسیم کیا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلا باب: سود اسلام سے پہلے، اس باب میں درج ذیل فصلیں ہیں:

پہلی فصل: سود کی لغوی وشرعی تعریف۔

دوسری فصل: سود یہودیوں میں۔

تیسری فصل: سود زمانۂ جاہلیت میں۔

دوسرا باب: سود کے بارے میں اسلام کا موقف، اس باب میں درج ذیل فصلیں ہیں:

پہلی فصل: سود پر تنبیہ۔

دوسری فصل: ربا الفضل (اضافہ کا سود)۔

الف- ربا الفضل کے سلسلہ میں وارد بعض نصوص۔

ب- ربا الفضل اور سود کی بقیہ قسموں کا حکم۔

ج- سود کی حرمت کے اسباب اور حکمتیں۔

تیسری فصل: ربا النسیئہ (تاخیر وادھار کا سود)۔

الف- ربا النسیئہ کی تعریف۔

ب- ربا النسیئہ کے سلسلہ میں وارد بعض نصوص۔

چوتھی فصل: ''بیع العینہ''۔

الف- بیع العینہ کی تعریف۔

ب- بیع العینہ کا حکم اور اس کی مذمت میں وارد بعض نصوص۔

تیسرا باب: جن صورتوں میں کمی بیشی اور ادھار جائز ہے۔

پہلی فصل: نہ تولی اور نہ وزن کی جانے والی اشیاء میں کمی بیشی، اور حیوان کے بدلے حیوان کی ادھار خرید وفروخت کا جواز۔

دوسری فصل: کرنسی کی تبدیلی اور اس کے احکام۔

تیسری فصل: شبہات سے دور رہنے کی ترغیب۔

چوتھا باب: عصر حاضر کے سودی مسائل سے متعلق بعض فتاوے۔

پانچواں باب: سود کی تباہ کاریاں، مفاسد، خطرات اور نقصانات۔

خاتمہ: اس میں اہم نتائج کا ذکر ہے۔

میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس تھوڑے عمل کو مبارک اور خالص اپنے وجہ کریم کے لئے بنائے اور اسے میرے خلاف نہیں بلکہ میرے لئے حجت بنائے، اور مجھے اس سے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ نفع پہنچائے، بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ذات ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے، اور ہر طرح کا تصرف اور قوت اللہ عظیم اور بلند وبرتر ہی کے پاس ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله وخيرته من خلقه، وأمينه على وحيه، نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

مؤلف

تحریر کردہ: ١٤٠٥ھ

پہلا باب:

سود اسلام سے پہلے

پہلی فصل: سود کی لغوی وشرعی تعریف۔

دوسری فصل: سود یہودیوں میں۔

تیسری فصل: سود زمانۂ جاہلیت میں۔

پہلی فصل: سود کی لغوی وشرعی تعریف

أ- سود کی لغوی تعریف:

عربی زبان میں (ربا) ''سود'' زیادتی اور اضافہ کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت و ربت﴾(۱)۔

پھر جب ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی اور بڑھ جاتی ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ان تکون امة هی اربی من امة﴾(۲)۔

یہ کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ کر ہو (یعنی تعداد میں

---

(۱) سورۃ الحج:۵۔

(۲) سورۃ النحل:۹۲۔

زیادہ ہو)۔

جب کوئی کسی پر اضافہ کر دے تو کہا جاتا ہے:"أربى فلان على فلان"(۱) یعنی فلاں نے فلاں پر زیادہ کر دیا۔

"ربا" (سود) دراصل زیادتی اور اضافہ کا نام ہے، خواہ فی نفسہ اسی شے میں ہو یا اس کے مقابل میں، جیسے، ایک درہم کے بدلے دو درہم، نیز کسی بھی قسم کی حرام خرید وفروخت کو بھی سود کہا جاتا ہے(۲)۔

ب-سود کی شرعی تعریف:

شریعت کی اصطلاح میں کچھ مخصوص اشیاء میں زیادتی اور اضافہ کو سود کہتے ہیں۔

سود کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے:

(۱)"ربا الفضل" زیادتی اور اضافہ کا سود۔

(۲)"ربا النسیئۃ" تاخیر اور ادھار کا سود(۳)۔

(۱) دیکھئے: المغنی لابن قدامۃ، ۶/ ۵۱۔
(۲) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح النووی، ۱۱/ ۸، وفتح الباری لابن حجر، ۴/ ۳۱۲۔
(۳) دیکھئے: المغنی لابن قدامۃ، ۶/ ۵۲، وفتح القدیر للشوکانی، ۱/ ۲۹۴۔

دوسری فصل: سود یہودیوں میں

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہودیوں کی بہت ساری چالیں اور مبنی بر باطل امور (حیلے) تھے جنھیں وہ اپناتے اور ان کے ذریعہ اپنے انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کو دھوکہ دیتے تھے، انھیں باطل حیلوں میں سے ان کا سود خوری کے لئے حیلہ اختیار کرنا بھی تھا، جب کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس سے منع فرمایا تھا اور اسے ان پر حرام قرار دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم و بصدهم عن سبيل الله كثيراً، و اخذهم الربا وقد نهوا عنه﴾(۱)۔

جو پاکیزہ چیزیں ان (یہودیوں) کے لئے حلال کی گئی تھیں وہ ہم

(۱) سورۃ النساء: ۱۶۰، ۱۶۱۔

نے ان پر حرام کر دیں ان کے ظلم کے باعث اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث، اور سود جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اسے لینے کے باعث۔

امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سود سے منع فرمایا تھا، تو انھوں نے اسے لیا، کھایا اور اس کی خاطر طرح طرح کے حیلے اختیار کئے اور قسم قسم کے شبہات پیدا کئے اور لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھایا''(۱)۔

یہودیوں نے سود کو حرام کرنے والی نص میں تحریف کی، چنانچہ سود کی حرمت کو صرف یہودیوں کے باہمی لین دین کے ساتھ مخصوص کر دیا، رہا یہودی کا غیر یہودی کے ساتھ سودی معاملہ کرنا تو اسے بلا حرج جائز قرار دیا۔

یہودیوں کا ایک عالم (پادری) جس کا نام ''راب'' ہے کہتا ہے: ''جب نصرانی کو ایک درہم کی ضرورت ہو تو یہودی کو چاہیئے کہ وہ اسے ہر طرف سے اپنے قبضہ میں لے لے اور اس پر خوب سود در سود اضافہ

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۱/۵۸۴۔

کر دے، یہاں تک کہ اسے تنگ کر دے اور وہ اسے ادا کرنے سے عاجز رہ جائے جب تک کہ اپنی ساری دولت سے ہاتھ نہ دھولے یا وہ مال فائدہ کے ساتھ نصرانی کی دولت کے برابر نہ ہو جائے، اور اس وقت یہودی اپنے قرض دار کے سر پر آ کھڑا ہو اور حاکم کی مدد سے اس کی ساری دولت پر قبضہ کر لے''(۱)۔

چنانچہ اللہ عز وجل کے کلام سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں یہودیوں پر سود کو حرام قرار دیا تھا، تو انھوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، حیلے اختیار کئے، تحریف کی، اللہ کے حکم کو بدل دیا اور یہ سمجھا کہ سود کی حرمت صرف یہودیوں کے درمیان ہے، رہا غیر یہودیوں کے ساتھ سودی معاملہ کرنا تو ان کے باطل عقیدے کے مطابق حرام نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ان کی مذمت فرمائی ہے جیسا کہ میں نے ابھی وضاحت کی۔

(۱) الربا وأثره على المجتمع الانساني، از: ڈاکٹر عمر بن سلیمان الأشقر ص: ۳۱۔

تیسری فصل: سود زمانۂ جاہلیت میں

زمانۂ جاہلیت میں سود بہت زیادہ منتشر تھا اور لوگوں نے اپنے باطل عقیدہ کے مطابق اسے ان عظیم فوائد میں سے شمار کر رکھا تھا جن سے انھیں بکثرت اموال حاصل ہوتے تھے۔

امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اپنی سند سے بواسطہ مجاہد روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہوتا تو وہ کہتا: میرے ذمہ آپ کا اتنا اتنا قرض ہے، آپ مجھے مہلت دیدیں (تاخیر کرلیں) چنانچہ وہ اسے (بمقابل سود) مہلت دیدیتا''(۱)۔

اکثر و بیشتر زمانۂ جاہلیت میں یہ ہوا کرتا تھا کہ جب قرض کی ادائیگی کا وقت آتا تو صاحب حق قرض دار سے کہتا: کیا آپ قرض ادا کریں گے یا اس میں اضافہ کریں گے (یعنی سود بڑھائیں گے)؟، چنانچہ اگر وہ ادا

---

(۱) جامع البیان فی تفسیر آي القرآن، ۳/۶۷۔

نہیں کرتا تو اس کے ذمہ مال میں کچھ مقدار بڑھا دیتا اور اس کی مدت میں ایک متعینہ مدت کا اضافہ کر دیتا، زمانۂ جاہلیت میں سود کی دونوں شکلیں پائی جاتی تھیں، مال میں اضافہ (گنا در گنا) کرکے، اور اسی طرح مویشیوں کی عمروں میں اضافہ کرکے بھی، چنانچہ جب کسی شخص کا کسی پر قرض ہوتا تو (ادئیگی کی میعاد پر) صاحبِ حق قرض دار کے پاس آتا اور اس سے کہتا: کیا قرض ادا کروگے یا (تاخیر کے سبب بعد میں) بڑھا کر دوگے؟ چنانچہ اگر اس کے پاس کوئی چیز ہوتی جس سے وہ اپنا قرض ادا کردے تو ادا کر دیتا ورنہ جو جانور اس پر قرض میں واجب ہوتا اسے اس کی عمر سے ایک سال بعد والی عمر میں منتقل کر دیتا، اب اگر اس پر ''بنت مخاض'' (ایک سالہ اونٹنی) قرض ہوتا تو آئندہ سال ادائیگی کی صورت میں ''بنت لبون'' (دو سالہ اونٹنی) مقرر کر دیتا، جب دوسرے سال اس کے پاس آتا اور اسے (قرض دار کو) ادا کرنے کی قدرت نہ ہوتی تو تیسرے سال اس پر ''حِقّہ'' (تین سالہ اونٹنی) متعین کر دیتا، پھر مدت ختم ہونے پر صاحبِ حق اس کے پاس آتا اور اس پر ''جذعہ'' (چار سالہ اونٹنی)

متعین کر دیتا، پھر اسی طرح چوتھے سال بھی یہاں تک کہ اس طرح قرض دار پر بہت زیادہ مال جمع ہو جاتا۔ اور روپئے پیسوں میں سود اس طرح ہوتا کہ صاحبِ حق قرض دار کے پاس آتا، اگر اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو آئندہ سال اس (قرض) کی مقدار دوگنی کر دیتا، اگر آئندہ سال بھی ادائیگی کے لئے اس کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اس مقدار کو دوگنی کر دیتا، چنانچہ اگر اس پر سو (۱۰۰) روپئے قرض ہوتے تو آئندہ سال اسے دوسو (۲۰۰) کر دیتا، اور اگر آئندہ سال ادا نہ کر پاتا تو اسے چارسو (۴۰۰) کر دیتا، اسی طرح ہر سال مقدارِ ادائیگی دوگنی کرتا رہتا، الا یہ کہ وہ اسے ادا کر دے (۱)۔ اسی سلسلہ میں ارشاد باری ہے:

﴿یا ایھاالذین آمنوا لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفة ، واتقوا الله لعلکم تفلحون﴾ (۲)۔

(۱) جامع البیان فی تفسیر آي القرآن ،۴/ ۵۹ ، فتح القدیر للشوکانی ،۱/۲۹۴، وموطأ امام مالک ،۲/۶۷۲ ، وشرح موطأ للزرقانی ،۳/۳۲۴۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۳۰۔

اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے۔

چنانچہ سود زمانۂ جاہلیت میں - جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا - ان منافع میں شمار کیا جاتا تھا جو صاحبِ مال کو حاصل ہوا کرتے تھے، اور اسے اپنے انسان بھائی کی اذیت رسانی کی قطعاً کوئی فکر نہ ہوتی تھی، خواہ اسے نفع ہو رہا ہو یا نقصان، فقر ومحتاجگی سے دوچار ہو یا کچھ اور ہو؟ خلاصہ یہ کہ اسے خوب خوب مال حاصل ہونے چاہئیں خواہ وہ دوسروں کو ہلاک و برباد کرنے کا سبب ہی کیوں نہ بن جائے۔

اور یہ سب کچھ محض جاہلی اعمال کی قباحت وشناعت، ان کی اخلاقی گراوٹ اور ان کی اس فطرت کے بدل جانے کے سبب تھا جس پر اللہ نے انہیں پیدا فرمایا تھا۔ چنانچہ وہ ایک ایسے سماج ومعاشرہ میں تھے جس میں بدنظمی اور اخلاقی گراوٹ عام تھی، دوسروں کے احترام اور پاس ولحاظ کا نام ونشان نہ تھا، نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرتا تھا، نہ مالدار فقیر ومحتاج کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا تھا اور نہ ہی بڑا چھوٹے کے ساتھ رحمت

وشفقت سے پیش آتا تھا، سارے لوگ اپنی بدمستیوں میں سو رہے تھے۔

اور انتہائی قابل افسوس بات یہ ہے کہ سود صرف زمانۂ جاہلیتِ اولیٰ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ ان سوسائٹیوں میں بھی عام ہو گیا جو اسلام اور اللہ کی زمین میں اسلامی احکام کی عملی تطبیق کی دعویدار ہیں...!!۔

لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے اوامر کو عملی تطبیق دے اور اللہ کے احکام کو (زندگی کے تمام شعبوں میں) نافذ کرے۔ رہا اس شخص کا معاملہ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے سودی معاملہ کرے تو اسے نصیحت اور اس جرم عظیم (سود) سے متنبہ کرنے کے بعد ہم یہی کہیں گے کہ ایسا شخص (اس عمل کے ذریعہ) نزول قرآن کریم بلکہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پہلے والی جاہلیت اولیٰ کی روش پر پلٹ آیا ہے۔

دوسرا باب: سود کے سلسلہ میں اسلام کا موقف

پہلی فصل: سود سے تنبیہ واجتناب۔

دوسری فصل: ''ربا الفضل'' (زیادتی اور اضافہ کا سود)۔

(أ) ربا الفضل کے سلسلہ میں وارد چند نصوص۔

(ب) ربا الفضل اور سود کی دیگر قسموں کا حکم۔

(ج) سود کی حرمت کے اسباب اور حکمتیں۔

تیسری فصل: ''ربا النسیئۃ'' (ادھاری کا سود)۔

(أ) ربا النسیئۃ کی تعریف۔

(ب) ربا النسیئۃ کے سلسلہ میں وارد چند دلائل۔

چوتھی فصل: ''بیع العینۃ''۔

(أ) بیع العینۃ کی تعریف۔

(ب) بیع العینۃ کا حکم، اور اس کی مذمت میں وارد چند دلائل۔

پہلی فصل: سود سے تنبیہ واجتناب

سود کی ممانعت (تنبیہ واجتناب) کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں بہت سارے نصوص وارد ہوئے ہیں، اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ، یہ دونوں (دین کے) وہ صاف وشفاف مصادر ہیں کہ جس نے انھیں حرز جاں بنایا اور ان میں آمدہ باتوں کا اتباع کیا، وہ کامیاب و کامراں ہوا اور جس نے ان دونوں سے اعراض وانحراف کیا اس کی زندگی تنگ ہو کر رہ جائے گی اور وہ قیامت کے روز اندھا اٹھایا جائے گا، بنابریں آیئے سود کے سلسلہ میں وارد ہوئے کتاب وسنت کے بعض نصوص (دلائل) سماعت فرمائیں (کا مطالعہ کریں) اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

(۱) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی

یتخبطه الشیطان من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربا و احل الله البیع وحرم الربا ، فن جاء ه موعظة من ربه فانتهی فله ما سلف و امره الی الله ومن عاد فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون﴾(۱)۔

سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گذرا اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ حرام کی طرف لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

﴿ يمحق الله الربا و يربى الصدقات والله لا يحب كل كفار اثيم﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

(۳) ارشاد باری ہے:

﴿ یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و ذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین ، فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله و رسوله وان تبتم فلکم رء وس أموالکم لا تظلمون ولا تظلمون﴾(۲)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کے لئے تیار ہو

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۷۶۔
(۲) سورۃ البقرۃ:۲۷۸،۲۷۹۔

جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''یہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی سب سے آخری آیت ہے''(۱)۔

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یا ایها الذین آمنوا لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفة و اتقوا الله لعلکم تفلحون﴾(۲)۔

اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے۔

(۵) جب اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سود سے منع فرمایا اور اسے ان پر حرام قرار دیا، تو انھوں نے اللہ کے حکم سے اعراض کرنے کی خاطر حیلوں کی راہ اپنائی، اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے ان کی شان میں فرمایا:

---

(۱) فتح الباری بشرح صحیح البخاری،۴/۳۱۴۔
(۲) سورۃ آل عمران:۱۳۰۔

﴿واخذهم الربا و قد نهوا عنه واكلهم اموال الناس بالباطل واعتدنا للكافرين منهم عذاباً اليماً﴾(۱)۔

اور سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں ہم نے ان کے لئے المناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

(۶) ارشاد باری ہے:

﴿وما آتيتم من ربا ليربوا فى اموال الناس فلا يربو عند الله وما آتيتم من زكاة تريدون وجه الله فأولئك هم المضعفون﴾(۲)۔

تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں بڑھتا، اور جو صدقہ زکاۃ تم اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنے (اور خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی اپنا دو چند کرانے

---

(۱) سورۃ النساء:۱۶۱۔

(۲) سورۃ الروم:۳۹۔

والے ہیں۔

(۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

"لعن رسول الله ﷺ: آكل الربا، وموكله، وكاتبه، وشاهديه"، و قال: "هم سواء"(۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ سب کے سب برابر ہیں۔

(۸) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"رأيت الليلة رجلين أتياني فأخرجاني الى أرض مقدسة فانطلقنا حتى أتينا على نهرٍ من دمٍ فيه رجل قائم، وعلى وسط النهر رجل بين يديه حجارة، فأقبل الرجل الذي في النهر فاذا أراد أن يخرج رمى

---

(۱) صحیح مسلم،۳/۱۲۱۸،حدیث نمبر:(۱۵۹۷)۔

الرجل بحجرٍ في فيه فرد حيث كان فجعل كلما جاء ليخرج رمى في فيه بحجرٍ فيرجع كما كان، فقلت: ما هذا؟ فقال: الذي رأيته في النهر آكل الربا"(۱)۔

آج کی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے نکال کر ایک مقدس جگہ لے گئے، چنانچہ ہم سب چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر کے پاس آئے جس میں ایک شخص کھڑا تھا، اور نہر کے درمیانی حصہ میں ایک شخص تھا جس کے سامنے ایک پتھر تھا، تو وہ شخص جو نہر میں تھا آتا اور جب نکلنا چاہتا تو دوسرا شخص (جو نہر کے وسط میں تھا) ایک پتھر اس کے منہ میں دے مارتا تو وہ شخص جہاں تھا وہیں لوٹ جاتا، اسی طرح جب جب وہ شخص نکلنا چاہتا دوسرا شخص پتھر سے اس کے منہ میں

(۱) صحیح البخاری، ۳/۱۱، حدیث نمبر: (۲۰۸۵)، نیز دیکھئے: فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۴/۳۱۳۔

مارتا اور وہ لوٹ کر وہیں چلا جاتا جہاں تھا، تو میں (اللہ کے رسول ﷺ) نے دریافت کیا کہ یہ کیا (ماجرا) ہے؟، تو اس (فرشتہ) نے جواب دیا: جسے آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور تھا۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اجتنبوا السبع الموبقات" قالوا: يا رسول الله، و ما هن؟ قال: "الشرک، والسحر، و قتل النفس التي حرم الله الا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات الغافلات المومنات"(۱)۔

سات مہلک چیزوں سے بچو (اجتناب کرو)، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا: شرک، جادو، اللہ کی حرام کردہ نفس (جان) کو قتل کرنا سوائے حق کے، سود

(۱) صحیح البخاری مع فتح الباری، ۵/۳۹۳، حدیث نمبر: (۲۰۱۵، ومسلم، حدیث نمبر: (۸۹)۔

خوری، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پشت پھیر کر بھاگنا اور پاکباز، غافل، مومنہ عورتوں پر تہمت باندھنا۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"ما أحد أكثر من الربا الا كان عاقبة أمره الى قلةٍ"(۱)۔

جو کوئی بھی سودی معاملہ کثرت سے کرتا ہے اس کا انجام کار قلت (کمی وتباہی) ہی کی طرف جاتا ہے۔

(۱۱) حضرت سلمان بن عمرو سے روایت ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا:

"ألا ان كل ربا من ربا الجاهلية موضوع، لكم

---

(۱) سنن ابن ماجہ، ۲/ ۷۶۵، حدیث نمبر: (۲۲۷۹)، علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع الصغیر (۵/ ۱۲۰) میں فرمایا ہے کہ "یہ حدیث صحیح ہے"۔

رؤوس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون، ألا وان كل دم من دم الجاهلية موضوع، و أول دم أضع منها دم الحارث بن عبد المطلب كان مسترضعاً في بني ليث فقتلته هذيل، قال: اللهم هل بلغت؟ قالوا: نعم، ثلاث مرات، قال: اللهم اشهد ثلاث مراتٍ"(۱)۔

سنو! زمانۂ جاہلیت کا ہر سود ختم کر دیا گیا ہے، تمہارے لئے تمہارے اصل مال ہی ہیں، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے، سنو! زمانۂ جاہلیت کا ہر خون ختم کر دیا گیا ہے، اور سب سے پہلا خون جسے میں مٹا رہا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے، جو قبیلۂ بنی لیث میں رضاعت (دودھ پلانے) کی غرض سے تھے تو انہیں قبیلۂ ہذیل نے قتل کر دیا تھا، فرمایا: اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا (یعنی تبلیغ کر دی)؟ لوگوں نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا:

---

(۱) سنن ابوداود، ۳/ ۲۴۴، حدیث نمبر: (۳۳۳۴)۔

ہاں (تین مرتبہ)، پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ تو گواہ رہ'' (تین مرتبہ)۔

چنانچہ اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ اسلام نے زمانۂ جاہلیت کے جو احکام پائے ہیں ان کی وہ تردید وانکار کرتا ہے، نیز یہ کہ کافر نے اگر حالت کفر میں سودی معاملہ کیا ہو، پھر مال لینے سے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا ہو تو وہ اب اسلام لانے کے بعد صرف رأس المال ہی لے گا، اور سود کو ترک کردے گا، رہے زمانۂ جاہلیت کے وہ احکام جو گزر چکے ہیں تو اسلام نے انہیں درگزر کردیا ہے، اسلام ان سے گزرے ہوئے امور میں کوئی تعرض نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے گزرے ہوئے امور کو معاف کردیا ہے، تو اسلام بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے (۱)۔

(۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''لیأتین علی الناس زمان لا یبالي المرء بما أخذ

(۱) دیکھئے: عون المعبود بشرح سنن ابی داود، ۹/۱۸۳۔

المال أمن الحلال أم من الحرام'' (۱)۔

یقیناً لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان اس بات کی قطعاً کوئی پروانہ کرے گا کہ وہ مال کہاں سے حاصل کررہا ہے، حلال ذریعہ سے یا حرام ذریعہ سے؟۔

نبی کریم ﷺ نے مال کے فتنہ سے متنبہ کرنے کی غرض سے اس (مذکورہ) بات کی خبر دی ہے، چنانچہ یہ حدیث آپ ﷺ کی نبوت کی حقانیت کے ان دلائل میں سے ہے، جو چیزیں آپ کے عہد مبارک میں نہ تھیں۔ اور وجہ مذمت دونوں (حلال وحرام) میں برابری کرنے کے اعتبار سے ہے، ورنہ (فی نفسہ) حلال ذریعہ سے مال کا حصول مذموم نہیں ہے، واللہ اعلم (۲)۔

(۱۳) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے

(۱) صحیح البخاری مع فتح الباری، ۴/۳۱۳، حدیث نمبر: (۲۰۸۳)، و ۴/۲۹۶، حدیث نمبر: (۲۰۵۹)، باب من لم یبال من حیث کسب المال۔

(۲) دیکھئے: فتح الباری، ۴/۲۹۷۔

روایت کرتے ہیں کہ:

"أن رسول الله ﷺ" نهى عن ثمن الدم، وثمن الكلب، وكسب الأمة، ولعن الواشمة، والمستوشمة، وآكل الربا، وموكله ، و لعن المصور"(۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے خون کی قیمت سے، کتے کی قیمت سے اورلونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے، نیز گودنا گودنے اور گودنا گودوانے والی، سود کھانے والے، سود کھلانے والے اور تصویر کشی کرنے والے (فوٹوگرافر) پرلعنت فرمائی ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"الربا ثلاثة و سبعون باباً أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه، و ان أربى الربا عرض الرجل

(۱) صحیح البخاری مع فتح الباری، ۴/ ۴۳۶، حدیث نمبر: (۲۲۲۸)۔

المسلم"(۱)۔

سود کے تہتر باب (مراتب) ہیں، ان میں سے سب سے کمتر کا گناہ آدمی کے اپنی ماں سے نکاح (زنا) کرنے کے مثل ہے، اور سب سے بڑا سود مرد مسلم کی آبرو ہے۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن حنظلہ (جن کی وفات ہونے پر فرشتوں نے غسل دیا تھا) سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستٍ و ثلاثين زنيةً" (۲)۔

(۱) اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک (۲/ ۳۷) میں روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح ہے، لیکن انھوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، شعیب ارنؤوط فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو حافظ عراقی نے صحیح قرار دیا ہے، شرح السنۃ للبغوی بتحقیق زہیر و شعیب ارنؤوط کا حاشیہ (۸/ ۵۵) ملاحظہ فرمائیں۔ حدیث کے ابتدائی نصف حصہ کو بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے، اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ (۲/ ۲۷) میں صحیح قرار دیا ہے، (حدیث کے تعلق سے) علامہ ابن باز رحمہ اللہ کی گفتگو اس کتاب کے ص: (۱۷۳) میں ملاحظہ کریں۔

(۲) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے، ۵/ ۲۲۵، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ==

ایک درہم سود جسے آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے، چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''نهى رسول الله ﷺ أن تشترى الثمرة حتى تطعم، وقال:''اذا ظهر الزنا والربا في قرية فقد أحلوا بأنفسهم عذاب الله''(۱)۔

نبی کریم ﷺ نے پھل خریدنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ پک جائے، اور فرمایا: جب کسی بستی میں زنا کاری اور سودخوری ظاہر ہو جائے تو (سمجھ لو کہ) انھوں نے اپنے آپ پر اللہ کے عذاب کو حلال کرلیا ہے۔

== ہیں: یہ سند امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح ہے، دیکھئے: سلسلة الأحاديث الصحيحة، ۲/ ۲۸ حدیث نمبر: (۱۰۳۳)، شعیب ارنؤوط شرح السنة کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے، ۲/ ۵۵، اور امام احمد کی سند یہ ہے: حدثنا حسين بن محمد، حدثنا جرير- يعني ابن ابي حازم- عن ايوب، عن ابن ابي مليكه، عن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة، قال: قال رسول الله ﷺ الحديث۔

(۱) اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، ۲/ ۳۷۔

دوسری فصل: ''ربا الفضل'' (اضافہ کا سود)

(أ) ربا الفضل کے سلسلہ میں وارد چند دلائل:

۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا تبيعوا الذهب بالذهب الا مثلاً بمثلٍ، ولا تشفوا(۱) بعضها على بعض ، ولا تبيعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثلٍ، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبيعوا غائباً بناجزٍ''(۲)۔

---

(۱) اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بعض کو بعض پر فضیلت نہ دو، ''شف'' کے معنیٰ زیادتی کے ہیں، نیز اس کا اطلاق کمی پر بھی ہوتا ہے، لہٰذا یہ اضداد (دو مخالف معانی والے الفاظ) میں سے ہے، ماخوذ از: تعلیق محمد فؤاد بر صحیح مسلم، ۳/ ۲۱۰۸۔

(۲) صحیح البخاری، ۳/ ۱، حدیث نمبر: (۲۱۷۷)، و مسلم، ۳/ ۱۲۰۸، حدیث نمبر: (۱۵۸۴)۔

سونا سونے کے بدلے نہ فروخت کرو مگر برابر برابر، اور اس میں سے بعض کو بعض پر فضیلت نہ دو، اور چاندی کو چاندی کے بدلہ فروخت نہ کرو مگر برابر برابر، اور اس میں سے بعض کو بعض پر فضیلت نہ دو، اور اس میں سے کچھ بھی نقد کے بدلے ادھار نہ بیچو (فروخت کرو)۔

"ناجز" کے معنیٰ حاضر (نقد) کے ہیں، اور "غائب" کے معنیٰ موخر (ادھار) کے۔

۲-حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تبيعوا الدينار بالدينارين، ولا الدرهم بالدرهمين" (۱)۔

ایک دینار دو دیناروں کے بدلہ فروخت نہ کرو اور نہ ہی ایک درہم دو درہموں کے بدلہ۔

---

(۱) صحیح مسلم، ۳/۱۲۰۹، حدیث نمبر: (۱۵۸۵)۔

۳-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثلٍ، يداً بيدٍ، فمن زاد أو استزاد فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواءٌ" (۱)۔

سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلہ، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے، برابر برابر ہاتھوں ہاتھ (نقد فروخت کیا جائے)، جس نے زیادہ دیا، یا زیادہ طلب کیا (مانگا) اس نے سودی معاملہ کیا، (سود) لینے اور دینے والے دونوں اس میں برابر ہیں۔

۴-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روات ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) صحیح مسلم، ۳/۱۲۱۱، حدیث نمبر: (۱۵۸۴)۔

"**الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثلٍ، سواء بسواء، يداً بيدٍ، فاذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم، اذا كان يداً بيدٍ**"(۱)۔

سونا سونے کے بدلے میں، چاندی چاندی کے بدلے میں، گیہوں گیہوں کے بدلہ میں، جو جو کے بدلے میں، کھجور کھجور کے بدلے میں، نمک نمک کے بدلے میں، بالکل برابر برابر ہاتھوں ہاتھ (نقد فروخت ہونا چاہئے)، (البتہ) اگر یہ اصناف بدل جائیں (مختلف ہو جائیں) تو جس طرح چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو۔

۵-معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے غلام کو ایک صاع گیہوں دے کر بھیجا اور ان سے فرمایا: اسے فروخت کر دینا اور پھر اس کی قیمت سے جو خرید لینا، غلام گیا اور اس ایک صاع

(۱) صحیح مسلم ۳/ ۱۲۱۰، حدیث نمبر: (۱۵۸۷)، وترمذی ۳/ ۵۳۲، وابوداود ۳/ ۲۴۸۔

گیہوں کو ایک صاع سے زائد گیہوں کے بدلہ میں فروخت کر دیا، پھر واپس آکر معمر کو اس خبر دی، تو حضرت معمر نے ان سے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ جاؤ اسے واپس کر دو، اور دیکھنا برابر برابر ہی لینا، کیوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "**الطعام بالطعام مثلاً بمثلٍ**"، کھانا کھانے کے بدلے بالکل برابر ہونا چاہئے، (معمر) فرماتے ہیں: ان دنوں ہمارا کھانا جو ہوا کرتا تھا، ان سے دریافت کیا گیا کہ: جو تو اس (گیہوں) کے مثل نہیں ہے، تو انھوں نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ اس کے مشابہ نہ ہو جائے (۱)۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے گیہوں اور جو کو ایک صنف قرار دیا ہے، دونوں میں سے ایک کو دوسرے کے عوض کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ رہا جمہور (اہل علم) کا مذہب تو وہ امام مالک کے مذہب کے خلاف ہے، جمہور کا مذہب یہ ہے کہ گیہوں اور جو دونوں الگ الگ صنف ہیں، دونوں کے درمیان

(۱) صحیح مسلم ۳/ ۱۲۱۴، حدیث نمبر: (۱۵۹۲)۔

کمی وبیشی جائز ہے (جیسے گیہوں بعوض چاول) بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو۔

جمہور کی دلیلوں میں سے ایک دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

”فاذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم، اذا كان يداً بيدٍ“(۱)۔

اگر یہ اصناف بدل جائیں (مختلف ہوجائیں) تو جس طرح چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو۔

۶-فرمان نبوی (ﷺ) ہے:

”لا بأس ببيع البر بالشعير والشعير أكثر يداً بيدٍ، و أما نسيئة فلا“(۲)۔

نقد ہو تو گیہوں کے بدلے جو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں، خواہ جو زیادہ ہی کیوں نہ ہو، رہا ادھار تو ناجائز ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم،۳/۱۲۱۱، حدیث نمبر: (۱۵۸۷)، نیز دیکھے: شرح نووی،۱۱/۱۴۔

(۲) سنن ابوداؤد،۳/ ۲۴۸، حدیث نمبر: (۳۳۴۹)، نیز دیکھئے: عون المعبود،۳/ ۱۹۸۔

رہی حضرت معمر کی سابق حدیث تو اس میں کوئی دلیل نہیں، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، کیوں کہ حضرت معمر نے اس بات کی صراحت نہیں کی ہے کہ گیہوں اور جو دونوں ایک جنس ہیں، بلکہ انہیں اس سے خوف ہوا تو انھوں نے احتیاطاً اس سے اجتناب کیا (۱)۔

اس طور پر الحمدللہ اس مسئلہ میں کوئی دشواری نہیں، چنانچہ جو ایک مستقل جنس ہے اور گیہوں ایک دوسری جنس، دونوں کے درمیان تفاضل (کمی بیشی) جائز ہے، بشرطیکہ خرید وفروخت نقد ہو اور جدائی سے پہلے اپنی ملکیت میں لے لے۔

۷-حضرت سعید بن میسّب سے روایت ہے کہ حضرات ابو ہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو خیبر کا عامل (زکاۃ وغیرہ کے اموال وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا، تو وہ بہت عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **”أكل تمر خيبر هكذا؟“** کیا خیبر کی ساری کھجوریں

---

(۱) دیکھئے: مسلم بشرح نووی،۱۱/۲۰۔

اسی قسم کی ہیں؟، تو انھوں نے فرمایا: نہیں، اے اللہ کے رسول، اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے، بلکہ ہم ردی قسم کی ملی جلی دو صاع کھجوروں کے عوض ایک صاع اچھی قسم کی کھجوریں خریدتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’**لا تفعلوا ولكن مثلاً بمثلٍ، أو بيعوا هذا واشتروا بثمنه من هذا، وكذلك الميزان**‘‘، ’’ایسا نہ کیا کرو، بلکہ برابر برابر لیا دیا کرو، یا اس (ردی قسم کی کھجور) کو فروخت کرلو اور اس کی قیمت سے اُسے (عمدہ قسم کی کھجور) خریدو، اور اسی طرح وزن کا بھی اعتبار کرو(۱)۔

۸-حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ برنی (ایک عمدہ قسم کی گول دانے والی زردی مائل سرخ کھجور) کھجوریں لے کر آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ’’**من أين هذا؟**‘‘، ’’یہ کہاں سے لائے ہو، بلال رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا: ہمارے پاس ردی قسم کی کھجور تھی، میں نے اس میں سے نبی کریم ﷺ کے کھانے کے لئے ایک صاع (برنی کھجور) کے عوض دو صاع

---

(۱) صحیح مسلم،۳/۱۲۱۵، حدیث نمبر: (۱۵۹۳)۔

فروخت کردیئے، رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

’’**أوّه(۱)، عين الربا، لا تفعل، ولكن اذا أردت أن تشتري فبعه ببيع آخر ثم اشتر به**‘‘۔

افسوس! یہی تو حقیقی سود ہے، ایسا نہ کیا کرو، بلکہ جب تم خریدنا چاہو تو اسے دوسری چیز سے فروخت کر کے اس کی قیمت سے اسے خریدو(۲)۔

۹-حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمارے یہاں مختلف قسم کی ردی کھجوریں پیدا ہوتی تھیں، ہم ان کھجوروں کی دو صاع کے بدلہ ایک صاع (اچھی قسم کی) کھجور خرید لیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: ’’**لا صاعي تمر بصاع، ولا صاعي حنطة بصاع، ولا درهم بدرهمين**‘‘، ’’ایک صاع کے عوض دو صاع کھجوریں نہیں ہیں،

---

(۱) یہ لفظ درد وغم کے اظہار کے وقت بولا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: (۲۲۰۱، ۲۲۰۲)، ومسلم،۳/۱۲۱۵ حدیث نمبر: (۱۵۹۴)۔

نہ ایک صاع گیہوں کے عوض دو صاع گیہوں، اور نہ ہی دو درہموں کے عوض ایک درہم'' (۱)۔

۱۰- حضرت فضالہ بن عبید اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس' دراں حالیکہ آپ خیبر میں تھے' مہرہ اور سونے کا بنا ہوا ایک ہار لایا گیا، جو کہ مال غنیمت میں سے تھا اور اسے فروخت کرنا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ہار میں لگے ہوئے سونے کے سلسلہ میں حکم فرمایا، تو اسے نکال کر الگ کیا گیا، پھر آپ نے صحابۂ کرام سے فرمایا: ''سونا سونے کے بدلے وزن میں برابر برابر ہونا چاہئے (۲)۔

۱۱- حضرت فضالہ ہی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: خیبر کے روز میں نے بارہ دینار میں ایک ہار خریدا جس میں سونا اور مہرہ تھا، تو میں نے انھیں الگ الگ کر دیا، اور اس میں بارہ دینار سے زیادہ پایا، پھر نبی

(۱) صحیح مسلم، ۳/۱۲۱۶، حدیث نمبر: (۱۵۹۵)۔

(۲) صحیح مسلم، ۳/۱۲۱۳، حدیث نمبر: (۱۵۹۱)، دیکھئے: شرح نووی، ۱۱/۷۔

کریم ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''**لا تباع حتی تفصل**''، ''اسے علیحدہ کرنے کے بعد ہی فروخت کیا جاسکتا ہے'' (۱)۔

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ سونے کو کسی اور چیز کے ساتھ، سونے کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ اسے الگ کر لیا جائے، پھر سونے کو اسی کے وزن برابر سونے کے بدلے فروخت کیا جائے، اور اسی طرح دوسری چیز کو جس چیز کے عوض چاہے فروخت کرے، نیز چاندی کو کسی اور چیز کے ساتھ چاندی کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں، اسی طرح گیہوں کو کسی دوسری چیز کے ساتھ گیہوں کے عوض فروخت نہیں کیا جائے گا، اور نہ نمک کو کسی دوسری چیز کے ساتھ نمک کے عوض فروخت کیا جائے گا، اسی طرح تمام سودی اشیاء، بلکہ انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ضروری ہے۔

اور یہ (مدعجوہ) کے نام سے مشہور ومعروف مسئلہ (جس کی صورت یہ ہے کہ ایک مد عجوہ کھجور اور ایک درہم کو دو مد عجوہ کھجوروں یا دو درہموں کے

(۱) صحیح مسلم، ۳/۱۲۱۳، حدیث نمبر: (۱۵۹۱)، نیز دیکھئے: شرح نووی، ۱۱/۱۸۔

عوض فروخت کیا جائے) بھی اس حدیث کی روشنی میں جائز نہیں ہے، یہ حضرت عمر بن خطاب، ان کے صاحب زادے رضی اللہ عنہما اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے، نیز یہی امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا بھی مذہب ہے(۱)۔

(ب) سود کا حکم:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجموعی طور سے سود کی حرمت پر مسلمانوں کا اتفاق ہے، گرچہ سود کے ضابطہ اور تعریفات میں ان کا اختلاف ہے''(۲)۔

نبی کریم ﷺ نے صراحت کے ساتھ چھ چیزوں میں سود کی حرمت بیان فرمائی ہے؛ سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور نمک۔

اہل ظاہر (ظاہریہ) کہتے ہیں ان (مذکورہ) چھ چیزوں کے علاوہ دیگر اشیاء میں سود نہیں ہے، یہ بات ان کے قیاس کی نفی کی بنیاد پر مبنی ہے۔

---

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/ ۱۷۔

(۲) صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/ ۹۔

ان (ظاہریہ) کے علاوہ دیگر تمام علماء کرام فرماتے ہیں کہ: سود ان ہی چھ اشیاء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ان کے علاوہ ان کے ہم معنیٰ تمام چیزوں میں بھی سود ہے، یعنی ہر وہ شےء جو ان چھ چیزوں کے ساتھ سود کی علت میں مشترک ہو (اس میں سود ہے)۔

البتہ اس علت کے سلسلہ میں اختلاف ہے جو ان چھ چیزوں میں سود کی حرمت کا سبب ہے۔

چنانچہ شافعیہ کہتے ہیں: سونے اور چاندی میں سود کی علت یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں قیمت (مالیت) کی جنس سے ہیں، لہٰذا، ان دونوں کے علاوہ موزونات (وزن کی جانے والی اشیاء) وغیرہ میں علت کی عدم مشارکت کے سبب سود نہیں ہے۔

اور بقیہ چاروں اشیاء میں سود کی علت یہ ہے کہ یہ کھانے کی اشیاء ہیں، اس لئے (علت میں مشترک ہونے کے سبب) کھانے کی تمام اشیاء میں سود ہوگا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے سونے اور چاندی میں امام شافعی کی موافقت

فرمائی ہے، لیکن بقیہ چاروں اشیاء کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں سود کی علت یہ ہے کہ انھیں غذا کی خاطر ذخیرہ کیا جاتا ہے، نیز یہ کہ یہ اشیاء غذا کے لائق ہیں۔

رہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب، تو ان کے نزدیک سونے اور چاندی میں سود کی علت وزن ہے، اور بقیہ چاروں چیزوں میں کیل (تولے جانے کا وصف) ہے، لہذا (اس بنیاد پر) ہر وزن کی جانے والی اور ہر تولی جانے والی شےء میں سود ہے۔

امام احمد بن حنبل، امام شافعی (قدیم رائے کے مطابق) اور سعید بن مسیّب رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ چاروں اشیاء (گیہوں، جو، کھجور اور نمک) میں سود کی علت یہ ہے کہ وہ کھانے اور وزن کی جانے یا تولی جانے والی اشیاء ہیں، بشرطیہ کہ دونوں وصف (بیک وقت) موجود ہوں(۱)۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمہور صحابہ، تابعین اور ائمۂ

---

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/۹۔

اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ: سونے، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کو اپنی ہی جنس کے بدلہ فروخت کرنا جائز نہیں، مگر برابر برابر، کیوں کہ برابر سے زیادہ لینا باطل طریقہ سے مال کھانے کے مرادف ہے(۱)۔

اسی طرح علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ سودی چیز کو اسی جنس کے بدلہ فروخت کرنا جائز نہیں، دراں حالیکہ ان میں سے ایک ادھار ہو، اسی طرح اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جب سودی چیز کو اسی جنس کے بدلہ نقد فروخت کیا جائے تو اس میں کمی بیشی جائز نہیں، جیسے سونا سونے کے بدلے، نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ جب سودی چیز کو اسی جنس کے بدلہ (جیسے سونا سونے کے بدلے یا کھجور کھجور کے بدلہ)، یا غیر جنس کے بدلہ جو سود کی علت میں مشترک ہو (جیسے سونا چاندی کے بدلے، اور گیہوں جو کے بدلے) فروخت کیا جائے تو سامان ملکیت میں لینے سے پہلے جدا ہونا

---

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ، ۲۰/ ۳۴۷، نیز دیکھئے: الشرح الکبیر، ۱۲/ ۱۱، والانصاف في معرفة الراجح من الخلاف، للمرداوي، ۱۲/ ۱۱، وشرح الزرکشی، ۳/ ۴۱۴۔

جائزنہیں ہے(۱)۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ سود کے حکم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهو محرم بالكتاب والسنة والاجماع"(۲)۔

یعنی سود، قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور اجماع سے حرام ہے۔

سابقہ تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سونے اور چاندی میں سود کی علت مطلق ثمنیت ہے، رہیں بقیہ چاروں چیزیں، تو ہر وہ شےء جس میں کیل (پیمائش)، وزن اور طعم (کھانے) کا وصف ایک جنس سے پایا جائے اس میں سود ہے، جیسے گیہوں، جو، مکئی، چاول اور دخن (زمین کی سطح پر پھیلنے والا ایک پودا جس کا دانہ چکنا باریک ہوتا ہے) وغیرہ۔

البتہ جس میں کیل، وزن اور طعم (کھانے) کا وصف نہ پایا جائے اور اس کی جنس مختلف ہو اس میں سود نہیں ہے، اکثر اہل علم اسی بات کے قائل ہیں، جیسے قَتّ (مویشیوں کو چارے کے طور پر دی جانے والی ایک قسم کی

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/۹۔

(۲) المغنی لابن قدامہ، ۶/۵۱۔

خشک گھاس) اور کھجور کی گٹھلی (۱)۔

(ج) سود کی حرمت کے اسباب اور حکمتیں:

اس بات میں کوئی مسلمان شک نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی چیز کا حکم دیتا ہے، یا کسی چیز سے منع فرماتا ہے اس میں اللہ عز وجل کی کوئی نہ کوئی عظیم حکمت ہوا کرتی ہے، اب اگر ہمیں اس حکمت کا علم ہو جائے تو الحمدللہ یہ زیادتیٔ علم ہے، اور اگر ہمیں اس حکمت کا علم نہ ہو سکے تو اس میں ہمارے لئے کوئی گناہ (حرج) کی بات نہیں، ہم سے صرف اور صرف یہ مطلوب ہے کہ ہم اللہ کے حکم کو نافذ کریں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کریں۔

سود کی حرمت کے چند اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) سود، ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔

(۲) (سود کی حرمت) مریض دل والوں کی راہ کاٹنے کا ذریعہ ہے۔

(۱) دیکھئے: المغنی لابن قدامہ، ۶/۵۳، ونیل الأوطار للشوکانی، ۶/۳۴۶-۳۵۸۔

(۳) سود میں دھوکا ہے۔

(۴) سود کی حرمت سے سامانوں کے مطلوبہ معیار کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۵) سود، اللہ عزوجل کے منہج کے منافی ومتصادم ہے(۱)۔

(۱) الربا وأثرہ علی المجتمع الانسانی، از ڈاکٹر، عمر بن سلیمان الأشقر، ص: (۹۳)۔

تیسری فصل: "ربا النسیئۃ" (ادھار کا سود)

(أ) ربا النسیئۃ کی تعریف:

یہ وہ سود ہے جو زمانۂ جاہلیت میں معروف تھا، کیوں کہ ایک شخص اپنا مال کسی دوسرے کو ایک متعینہ مدت تک کے لئے اس شرط پر دیتا تھا کہ اس سے ماہانہ ایک متعینہ مقدار بڑھا کر لے گا، جب کہ اس کا رأس المال یونہی مکمل باقی رہے گا، اور پھر جب وہ متعینہ مدت پوری ہو جاتی تو اس سے اپنے رأس المال کا مطالبہ کرتا، اگر اسے اس مال کی ادائیگی میں دشواری ہوتی تو اس پر مال کی مقدار اور مدت میں اضافہ کر دیتا۔

سود کی اس قسم کا نام نسیئہ (تاخیر کا سود) ہے جب کہ اس پر ربا الفضل (اضافہ کا سود) کا نام بھی صادق آتا ہے، کیوں کہ اس سے بالذات نسیئۃ (تاخیر) ہی مقصود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صرف ربا النسیئۃ ہی کو حرام سمجھتے تھے، اس بنیاد پر کہ ان کے درمیان سود کی یہی قسم معروف تھی (۱)۔

عنقریب ان کے اپنے قول سے رجوع کر کے ربا الفضل و ربا النسیئۃ سود کی ہر دو قسموں کو حرام قرار دے کر صحابۂ کرام (کی متفقہ رائے) میں شامل ہو جانے کی دلیلوں کا ذکر آئے گا، لہٰذا اس میں کوئی اشکال نہیں، وللہ الحمد والمنۃ۔

(ب) ربا النسیئۃ کے سلسلہ میں وارد بعض دلائل:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ربا النسیئۃ کی حرمت کے بارے میں پوری امت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، صحابۂ کرام اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلاف تھا وہ ربا الفضل کے سلسلہ میں تھا، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے اپنے قول سے رجوع کر کے ربا الفضل کی حرمت کے سلسلہ میں صحابۂ کی رائے اختیار کر لی تھی۔

(۱) دیکھئے: تفسیر المنار، ۴/ ۱۲۴۔

جہاں تک ربا النسیئۃ کا مسئلہ ہے تو اس کی حرمت کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع سے ثابت ہے۔

حضرت ابوصالح سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: دینار دینار کے بدلہ، درہم درہم کے بدلہ برابر ہے، جس نے زیادہ دیا، یا زیادہ لیا اس نے سودی معاملہ کیا، تو میں نے عرض کیا کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کے علاوہ فرماتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا: میں نے ابن عباس سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ جو یہ بات کہہ رہے ہیں؛ کیا آپ نے اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے کوئی بات سنی ہے، یا آپ نے اسے کتاب اللہ میں پایا ہے؟، تو انھوں نے فرمایا (جواب دیا): نہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنی ہے اور نہ ہی کتاب اللہ میں اسے پایا ہے، لیکن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''الربا في النسيئة''، ''سود تاخیر وادھار میں ہے'' (۱)۔

(۱) صحیح مسلم، ۳/ ۱۲۱۷، حدیث نمبر: (۱۵۹۶)، نیز دیکھئے: شرح نووی، ۱۱/ ۲۵۔

حضرت ابن عباس سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اسامہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ألا انما الربا في النسيئة''، ''سن لو! سود تاخیر میں ہے'' (۲)۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مستند حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث ''انما الربا في النسيئة'' تھی، پھر جب انھیں حضرت ابو سعید کی حدیث پہنچی تو دونوں نے اس سے رجوع کر لیا اور ایک جنس کی اشیاء کی کمی بیشی کے ساتھ باہمی خرید وفروخت کی حرمت کے قائل ہو گئے، جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے صراحت کی ساتھ ان کے رجوع کا ذکر فرمایا ہے، یہ حدیثیں جنھیں امام مسلم رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نقد خرید وفروخت میں کمی بیشی سے

(۱) صحیح بخاری، ۳/۳۱، حدیث نمبر: (۲۱۷۸و۲۱۷۹) بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ''لا ربا الا في النسيئة''، دیکھئے: فتح الباری، ۴/۳۸۱، وصحیح مسلم، ۳/ ۱۲۱۸، وشرح نووی، ۱۱/۲۴۔

ممانعت کی حدیث کا علم نہیں ہوا تھا، جب انھیں اس کا علم ہوا تو انھوں نے اس سے رجوع کر لیا۔

رہی حضرت اسامہ کی حدیث ''لا ربا في النسيئة'' تو کچھ لوگوں نے اس بارے میں کہا ہے کہ یہ ان (مذکورہ) احادیث سے منسوخ ہے، اس حدیث (اسامہ) کے ظاہر پر عمل نہ کرنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے، یہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے'' (۱)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حدیث اسامہ کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے، لیکن حدیث اسامہ اور حدیث ابو سعید کے درمیان تطبیق میں اختلاف ہے، چنانچہ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث (اسامہ) منسوخ ہے، لیکن نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا، نیز کہا گیا ہے کہ فرمان نبوی: ''لا ربا'' (سود نہیں ہے) میں سود سے مراد وہ شدید سود ہے جس پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہو، جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں: ''لا عالم في البلد الا زيد''، (شہر میں زید کے علاوہ کوئی عالم نہیں ہے) جبکہ شہر میں

(۱) صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/۲۵۔

زید کے علاوہ دیگر علماء موجود ہوتے ہیں، تو اس نفی سے حد درجہ صاحب کمال کی نفی مقصود ہے نہ کہ اصل کی نفی، نیز یہ کہ حضرت اسامہ کی حدیث سے ربا الفضل کی حرمت کی نفی مفہوم کے ذریعہ ثابت ہوتی ہے، اس لئے حدیث ابوسعید حدیث اسامہ پر مقدم ہوگی کیوں کہ حدیث ابوسعید کی دلالت منطوق کے ذریعہ ہے، اور حدیث اسامہ کو شدید قسم کے بڑے سود پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ اوپر گذرا، واللہ اعلم‘‘(۱)۔

چنانچہ سابقہ باتوں سے ربا الفضل و ربا النسیئۃ (دونوں قسموں) کی حرمت واضح ہوتی ہے، اس میں کوئی دشواری کی بات نہیں، وللہ الحمد۔

(۱) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۴/۳۸۲۔

چوتھی فصل: ’’عینہ‘‘ کی خرید وفروخت

(أ) ’’عینہ‘‘ کی تعریف:

عینہ: یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے کوئی چیز ادھار قیمت میں فروخت کرے اور اسے خریدار کے حوالہ کر دے، پھر قیمت لینے سے پہلے ہی خریدار سے اصل قیمت سے کم میں اسے خرید لے(۱)۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص ایک سامان کسی دوسرے سے سو ریال میں ایک سال کے ادھار پر فروخت کرے، پھر اسی وقت فروخت کرنے والا اُس سامان کو خریدار سے پچاس ریال نقد میں خرید لے، اور (پچھلے) سو ریال پہلے خریدار کے ذمہ باقی رہیں!۔

(۱) دیکھئے: عون المعبود، ۹/۳۳۶۔

(ب) بیع عینہ کے سلسلہ میں وارد بعض دلائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"اذا تبايعتم بالعينة، وأخذتم أذناب البقر، ورضيتم بالزرع، وتركتم الجهاد ، سلط الله عليكم ذلاً لاينزعه حتى ترجعوا الى دينكم" (۱)۔

جب تم عینہ کی خرید وفروخت کروگے، اور گایوں کی دم پکڑوگے، اور کھیتی سے خوش ہو جاؤگے اور جہاد ترک کردوگے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت وخواری مسلط کردے گا، اور اس وقت تک تمہیں اس سے نجات نہ دے گا جب تک کہ تم اپنے دین کی طرف نہ پلٹ جاؤ۔

اس حدیث کی دیگر کئی روایتیں ہیں (۲)۔

---

(۱) سنن ابوداود، ۳/۲۷۵، حدیث نمبر: (۳۴۶۲)، دیکھئے: عون المعبود، ۹/۳۳۵، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مجموعی سندوں کی بنیاد پر صحیح ہے، دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، ۱/۱۵، حدیث نمبر: (۱۱)۔

(۲) دیکھئے: مسند امام احمد بن حنبل، ۲/۸۴۔

بیع العینہ کے عدم جواز کی طرف علماء کرام کی ایک جماعت گئی ہے، جن میں سے امام مالک بن انس، امام ابوحنیفہ، امام احمد، ہادویہ اور بعض شوافع بھی ہیں۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ بات معلوم ہے کہ جو لوگ عینہ کا استعمال کرتے ہیں وہ اسے خرید وفروخت کا نام دیتے ہیں، جب کہ در حقیقت عقد سے پہلے خریدار وفروخت کرنے والا دونوں حقیقی صریح سود پر متفق ہوتے ہیں، پھر اس کا نام بدل کر ایک خریداری معاملہ کردیا جاتا ہے، جس کی صورت ایک ایسے باہمی خرید وفروخت کی ہوتی ہے جس میں خریدار وفروخت کرنے والے کا مقصد ہرگز خرید وفروخت نہیں ہوتا بلکہ وہ محض ایک حیلہ ومکاری اور اللہ کے لئے دھوکا ہوتا ہے، چنانچہ ایسا کرنے والے کے لئے اس سے آسان حیلہ یہ ہے کہ وہ (مثال کے طور پر) کسی کو ایک کم ایک ہزار (۹۹۹) درہم بطور قرض دے، پھر ایک درہم کی قیمت کا ایک کپڑا پانچ سو دراہم کے عوض اسے فروخت کردے، اور فرمان نبوی ﷺ: **"انما الأعمال بالنيات"** (۱)، (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) حیلوں کے

---

(۱) صحیح بخاری، ۱/۲، حدیث نمبر: (۱) و صحیح مسلم، ۳/۱۵۱۵، حدیث نمبر: (۱۹۰۷)۔

ابطال کے لئے اتھارٹی اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، کیوں کہ جس نے یہ چاہا کہ اس (خریدار) سے ایک ایسا معاملہ کرے جس میں اسے ایک ہزار دے کر اس سے ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) لے، اس نے درحقیقت اس قرض کے ذریعہ اس اضافی فائدہ کے حصول کی نیت کی جسے اس نے کپڑے کی قیمت ظاہر کیا تھا، اس لئے کہ اس نے حقیقت میں اسے ایک ہزار نقد دے کر اس سے پندرہ سو ادھار لئے ہیں، اور قرض اور خرید و فروخت کی صورت کو محض اس حرام عمل کے حلال کرنے کا ذریعہ بنایا ہے، جب کہ یہ معلوم ہے کہ اس عمل سے نہ اس کی حرمت ختم ہوسکتی ہے' اور نہ ہی وہ خرابی ختم ہوسکتی ہے جس کے لئے اسلام میں سود کو حرام کیا گیا ہے، بلکہ اس خرابی اور برائی میں مختلف وجوہ و جوانب سے مزید اضافہ ہی ہوگا، ان میں سے ایک جانب یہ ہے کہ، وہ غریب قرض دار سے مطالبہ کے لئے بادشاہ و حکام سے ایسا اقدام کرے گا جسے سود خور نہیں کرسکتا، کیوں کہ اسے اس عقد بیع کی صورت پر اعتماد ہے جس کے ذریعہ حیلہ اختیار کیا ہے'' (۱)۔

(۱) نیل الأوطار للشوکانی، ۶/۳۶۳۔

تیسرا باب:

جن صورتوں میں کمی بیشی اور ادھار جائز ہے۔

پہلی فصل: جن صورتوں میں کمی بیشی اور ادھار جائز ہے۔

دوسری فصل: کرنسی کی تبدیلی اور اس کے احکام۔

تیسری فصل: شبہات سے دور رہنے کی ترغیب۔

پہلی فصل:

جن صورتوں میں کمی بیشی اور ادھار جائز ہے۔

(أ) کمی بیشی کا جواز جب سود کی علت نہ پائی جائے:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کرام کا کسی سودی چیز کو کسی ایسے سودی چیز کے عوض جو سود کی علت میں مشترک نہ ہو کمی بیشی کے ساتھ اور ادھار فروخت کرنے کے جواز پر اجماع ہے، جیسے سونے کو گیہوں کے عوض، اور چاندی کو جو کے عوض یا دیگر تولی جانے والی اشیاء کے عوض فروخت کرنا۔

نیز اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جنس مختلف ہونے کی صورت میں کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو جیسے ایک صاع گیہوں دو صاع جو کے عوض فروخت کرنا، ان میں سے کسی بھی چیز میں علماء کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے (۱)۔

(۱) صحیح مسلم بشرح نووی (بتصرف)، ۱۱/۹۔

(ب) تولی اور وزن کی جانے والی اشیاء کے علاوہ میں کمی بیشی کا جواز:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**باب بيع العبد والحيوان بالحيوان نسيئة**'' (۱)، (غلام، اور جانور کے بدلہ جانور کی ادھار خرید وفروخت کا بیان)۔

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں: جانور کے بدلے جانور کی ادھار خرید وفروخت کے جواز کے سلسلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ علماء امت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لیتے ہوئے اس کے جواز کے قائل ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس موجود چند اونٹوں پر سوار کر کے ایک لشکر روانہ کرنے کا حکم فرمایا، فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کو اونٹوں پر سوار کیا، یہاں تک کہ اونٹ ختم ہو گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے جن کے لئے سواری نہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: '' **ابتع علينا بقلائص من**

(۱) صحیح بخاری، ۳/۴۱، نیز دیکھئے: فتح الباری، ۴/۴۱۹۔

ابل الصدقة الی محلها حتی نفذ هذا البعث"، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صدقہ کے اونٹوں میں سے دو دو تین تین کے بدلہ ایک اونٹ خریدتا تھا یہاں تک کہ وہ قافلہ روانہ ہوگیا، فرماتے ہیں کہ جب صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ادا کردیئے(۱)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک غلام آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی، آپ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ غلام ہے، پھر اس کا مالک (آقا) آکر اس کا مطالبہ کرنے لگا، تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اسے مجھے فروخت کردو اس طرح آپ نے دو کالے غلاموں کے عوض اسے خرید لیا، پھر اس کے بعد آپ نے کسی سے بیعت نہ کی یہاں تک کہ آپ اس سے پوچھ لیتے کہ وہ غلام تو نہیں ہے(۲)۔

---

(۱) مسند احمد، ۲/۲۱۶، نیز دیکھئے: سنن ابوداؤد، ۳/۲۵۰، حدیث نمبر: (۳۳۵۷)۔
(۲) صحیح مسلم، ۳/۱۲۲۵، حدیث نمبر: (۱۶۰۲)، نیز دیکھئے: شرح نووی، ۱۱/۳۹۔

اس حدیث میں ایک غلام کو دو غلاموں کے عوض فروخت کرنے کے جواز کا بیان ہے خواہ قیمت متفق ہو یا مختلف، یہ متفقہ مسئلہ ہے بشرطیکہ خرید و فروخت نقد ہو، بقیہ حیوانات کا بھی یہی حکم ہے(۱)۔

چنانچہ اگر ایک غلام دو غلاموں کے بدلے یا ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے ایک مدت کے لئے ادھار فروخت کرے تو راجح قول کے مطابق جائز ہے، جیسا کہ گزرا، یہی امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے(۲)۔

سابقہ گفتگو سے ظاہر ہوا کہ حیوان کے بدلے حیوان کی کمی بیشی کے ساتھ اور ادھار فروخت کے مسئلہ میں جواز ہی راجح ہے، بعض صحابہ و تابعین سے مروی آثار بھی اس کے جواز پر دلالت کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

۱- "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چار اونٹوں کے عوض ایک سواری اس ضمانت (شرط) پر خریدی کہ وہ اس کے مالک کو انہیں ربذہ (مکہ و

---

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/۳۹۔
(۲) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/۳۹۔

مدینہ کے ایک درمیان ایک جگہ کا نام) کے مقام پر دیں گے“۔

۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ خریدا، ان میں سے ایک تو اس کے حوالہ کر دیا‘ اور فرمایا کہ ان شاء اللہ دوسرا میں کل تمہیں لا کر دوں گا۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ”کبھی کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے“۔

۴- ابن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ اور دو بکریوں کے عوض ایک بکری کی ادھار خرید وفروخت میں کوئی سود نہیں“ (۱)۔

(۱) دیکھئے: صحیح بخاری، ۳/ ۴۱، وفتح الباری، ۴/ ۴۱۹، یہ تمام آثار وہیں مذکور ہیں۔

دوسری فصل:

کرنسی کی تبدیلی اور اس کے احکام

(أ) مراطلہ :

مراطلہ : ”رطل“ سے ماخوذ مفاعلہ کے وزن پر ہے۔

اور عرف (عام) میں ”مراطلہ“ سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی وزن کر کے فروخت کرنے کا نام ہے (۱)۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہمارے نزدیک سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے وزن کر کے فروخت کرنے کا حکم یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کہ (نقد صورت میں) کوئی دس دیناروں کے عوض گیارہ دینار لے، بشرطیکہ دونوں سونوں کا وزن

(۱) دیکھئے: شرح زرقانی بر موطأ امام مالک، ۳/ ۲۸۴۔

بالکل برابر ہو گرچہ عدد میں کمی بیشی ہی کیوں نہ ہو، دراہم بھی اس مسئلہ میں دیناروں ہی کے درجہ میں ہیں''(۱)۔

اس بنیاد پر (معلوم ہوا کہ) سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے فروخت کرنے میں وزن کا اعتبار ہے نہ کہ عدد کا، چنانچہ اگر کسی شخص کے پاس سونے کے دس ٹکڑے ہوں، پھر وہ انہیں سونے کے پانچ ٹکڑوں کے عوض فروخت کردے، دراں حالیکہ دس ٹکڑوں اور پانچ ٹکڑوں دونوں کا وزن برابر ہو، تو ایسا کرنا جائز ہے، اور مراطلہ سے امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مقصود ہے۔

(ب) کرنسی تبدیلی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ ایک کرنسی کو دسری کرنسی سے تبدیل کرنے کی خاطر (صَرف) یعنی تبدیلی کے ضرورتمند ہوتے ہیں، اور جب مسئلہ اس طرح ہے تو اسلام نے اسے بھی تشنہ نہیں چھوڑا ہے، بلکہ لوگوں

(۱) موطأ امام مالک، ۲/ ۶۳۸۔

کے لئے اس میں سے جائز و ناجائز تبدیلی کی وضاحت فرمائی ہے۔

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں، کون دراہم تبدیل کرے گا؟ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ - جو کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے - نے فرمایا، ہمیں اپنا سونا دکھائیے، پھر ہمارا خادم آجائے تو آپ ہمارے پاس آیئے، ہم آپ کو اپنی چاندی دے دیں گے، تو حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! یا تو آپ (ابھی فوراً) انہیں ان کی چاندی دیجئے یا انہیں ان کا سونا واپس لوٹا دیجئے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''الورق بالذهب ربا الا هاء ، وهاء، والبر بالبر ربا الا هاء، وهاء، (۱) والشعير بالشعير ربا الا هاء، وهاء، والتمر بالتمر ربا الا هاء ، وهاء''(۲)۔

(۱) اس لفظ کی اصل ''هاک'' ہے، کؔ کو مدّہ سے بدل دیا گیا ہے، اس کے معنیٰ ہیں 'اسے لو'۔

(۲) بخاری، ۳/ ۳۰، حدیث نمبر: (۲۱۷۴) و موطأ، ۳/ ۶۳۶، و مسلم، ۳/ ۱۲۱۰، حدیث نمبر: (۱۵۸۶)۔

چاندی سونے کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو، اور گیہوں گیہوں کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو، اور جو جو کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو، اور کھجور کھجور کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اس کا مفہوم دونوں (خریدنے وفروخت کرنے والا) کا اپنے سامانوں کا اپنی ملکیت میں لینا ہے، چنانچہ اس حدیث میں سودی شےء کو سودی شےء کے عوض فروخت کرنے میں' جبکہ دونوں چیزیں سود کی علت میں متفق ہوں تو باہم قبضہ اور ملکیت میں لینے کی شرط (کا بیان) ہے، خواہ دونوں کی جنس ایک ہو جیسے سونا سونے کے عوض، یا مختلف ہو جیسے، سونا چاندی کے عوض، اور نبی کریم ﷺ نے (ذکر کردہ حدیث میں) مختلف الجنس اشیاء کو بیان کر کے ایک جنس والی اشیاء پر تنبیہ فرمائی ہے۔ . . اور جہاں تک طلحہ بن

عبیداللہ کا مسئلہ ہے کہ جب انھوں نے سونا تبدیل کرنا چاہا تو یہ خواہش ظاہر کی کہ سونا لے لیں اور چاندی کی ادائیگی خادم کی آمد تک مؤخر کر دیں، تو یہ بات انھوں نے اس گمان سے کہی کہ تمام خرید وفروخت کی اشیاء کی طرح یہ بھی جائز ہے، جب کہ اب تک انہیں مسئلہ کے حکم کا علم نہ تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی، چنانچہ انھوں نے تبدیلی کا عمل ترک کر دیا(۱)۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' وہ عمرو سے' اور وہ ابوالمنہال سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میرے ایک شریک نے موسم حج تک کے لئے ادھار چاندی فروخت کی، پھر میرے پاس آکر مجھے خبر دی، تو میں نے کہا: ایسا کرنا درست نہیں ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے تو اسے بازار میں فروخت کیا لیکن پھر بھی کسی نے اس سلسلہ میں مجھ پر نکیر نہیں کی! ، پھر میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا، تو انھوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ

(۱) صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۱/۱۳۔

مدینہ تشریف لائے اور ہم اس قسم کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: ''ما كان يداً بيدٍ فلا بأس به ، وما كان نسيئةً فهو ربا'' (جو ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو اس میں کوئی حرج نہیں، اور جو ادھار ہو وہ سود ہے)، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیوں کہ وہ مجھ سے بڑے تاجر تھے، تو میں ان کے پاس آیا اور ان سے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے بھی وہی جواب مرحمت فرمایا (۱)۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "باب بيع الذهب بالورق يداً بيدٍ" (سونے کو چاندی کے بدلے نقد فروخت کرنے کا بیان)، پھر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی (درج ذیل) حدیث ذکر فرمائی:

''نهى النبي ﷺ عن الفضة بالفضة والذهب بالذهب الا سواء بسواء. وأمرنا أن نبتاع الذهب بالفضة كيف شئنا، والفضة بالذهب كيف شئنا'' (۲)۔

---

(۱) صحیح بخاری، ۳/۳۱، حدیث نمبر: (۲۱۸۰، ۲۱۸۱)، ومسلم، ۳/۱۲۱۲، حدیث نمبر: (۱۵۸۹)۔

(۲) صحیح بخاری، ۳/۳۱، حدیث نمبر: (۲۱۸۲)۔

نبی کریم ﷺ نے چاندی کے بدلے چاندی سے اور سونے کے بدلے سونے سے منع فرمایا ہے مگر برابر برابر، اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم چاندی کے بدلے سونا اور سونے کے بدلے چاندی جس طرح چاہیں خریدیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرات براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:

''نهى عن بيع الذهب بالورق ديناً'' (۱)۔

نبی کریم ﷺ نے سونے کو چاندی کے بدلے ادھار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سابقہ احادیث سے درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے تبدیل کرنا جائز ہے، اس شرط پر کہ تبدیلی بالکل برابر برابر سے ہو، اور یہ

---

(۱) صحیح بخاری، ۳/۳۱، حدیث نمبر: (۲۱۸۰، ۲۱۸۱)، نیز دیکھئے: شرح الموطأ للزرقانی، ۳/۲۸۲۔

تبدیلی کے وقت ہی ہاتھوں ہاتھ فوری (نقد) ہو۔

(۲) یہ کہ سونے کو چاندی سے اور چاندی کو سونے سے تبدیل کرنا جائز ہے اس شرط پر کہ تبدیلی ہاتھوں ہاتھ (نقد) تبدیلی کے وقت ہی ہو، رہا سونے اور چاندی میں کمی بیشی، اس طور پر کہ وزن میں سونا چاندی سے یا چاندی سونے سے زیادہ ہو تو اس میں کوئی ممانعت نہیں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ معاملہ (تبدیلی کے وقت فوراً) ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو۔

(۳) یہ کہ سونا سونے کے بدلے، یا چاندی چاندی کے بدلے، یا سونا چاندی کے بدلے، یا چاندی سونے کے بدلے خریدنے اور فروخت کرنے مین دَین (ادھار) مطلقاً جائز نہیں ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص صراف (چینجر، کیشیر) سے سونے کی کوئی کرنسی سونے ہی کی کسی دوسری کرنسی سے تبدیل کرنا چاہے، اور دونوں میں سے کوئی اپنی کرنسی دوسرے کے حوالے کردے، جب کہ دوسرا اپنی کرنسی کی حوالگی ایک وقت تک کے لئے مؤخر (ادھار) کردے، تو ایسا کرنا جائز نہیں، کیوں کہ اس صورت میں ہاتھوں ہاتھ قبضہ (ملکیت) میں لینے کی شرط مفقود ہے، اسی طرح

چاندی چاندی کے بدلے، اور سونا چاندی کے بدلے اور اس کے برعکس (یعنی چاندی سونے کے بدلے) ان ساری تبدیلیوں میں ادھار مطلقاً جائز نہیں ہے۔

تیسری فصل:

شبہات سے دور رہنے کی ترغیب

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان کو ہمیشہ شریعت کے تمام احکام کے التزام کا حریص اور خواہاں ہونا چاہئے، چنانچہ وہ واجبات پر عمل کرے، حرام وناپسندیدہ امور سے اجتناب کرے، مستحب امور کو اپنائے، مباح اور جائز امور میں سے اپنی حالت وضرورت کے مطابق جو لینا چاہے لے لے، اور جو ترک کرنا چاہے ترک کردے، اور شبہات (مشتبہ امور) سے دور رہے کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ کہ شبہات حرام امور تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا - اور حضرت نعمان نے اپنی انگلی سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا -:

''إن الحلال بين وإن الحرام بين، وبينهما مشتبهات، لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه و عرضه ، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام، كالراعي يرعى حول الحمى يوشک أن يرتع فيه ، ألا وان لكل ملك حمى ، ألا وإن حمى الله محارمه ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهي القلب''(۱)۔

بیشک حلال وحرام واضح ہیں، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، جنھیں بہت سارے لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شبہات سے بچا رہا اس نے اپنے دین وآبرو کی حفاظت کرلی اور جو شبہات میں پڑ گیا (درحقیقت) وہ حرام میں جا واقع ہوا، بعینہ اس چرواہے کی طرح جو چہاردیواری کے اردگرد چراتا ہے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ

(۱) صحیح بخاری، ۱/۱۹، حدیث نمبر: (۵۲)، وصحیح مسلم، ۳/۱۲۱۹، حدیث نمبر: (۱۵۹۹)۔

کہیں (جانور) اس میں بھی نہ چر لے، سن لو! ہر بادشاہ کی اپنی چہار دیواری ہوتی ہے (یعنی بندشیں اور پابندیاں ہوتی ہیں)، اور اللہ کی چہار دیواری، اس کے حرام کردہ امور ہیں، اور سن لو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا (حصہ) ایسا ہے کہ جب وہ درست ہوگا تو پورا جسم درست ہوگا، اور جب وہ فاسد ہوگا تو پورا جسم فاسد ہوگا، اور وہ دل ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کرام رحمہم اللہ کا اس حدیث کی عظیم تاثیر اور اس کے بکثرت فوائد پر اجماع ہے، نیز یہ کہ یہ حدیث منجملہ ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر دین اسلام کا دارومدار ہے، اہل علم کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ حدیث دین اسلام کا تہائی حصہ ہے، اور دین اسلام کا مدار اس حدیث (مذکور)، حدیث **''الأعمال بالنية''** (۱) اور حدیث **''من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه''** (۲) پر ہے۔

(۱) صحیح بخاری، ۱/۲، حدیث نمبر: (۱)، وصحیح مسلم، ۳/ ۱۵۱۵، حدیث نمبر: (۱۹۰۷)۔

(۲) موطأ امام مالک، ۳/۹۰۳۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے: ''انسان کے اسلام کی خوبی اور زینت فضول وبیہودہ چیزوں کا ترک کر دینا ہے''۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسلام کا دارومدار چار حدیثوں پر ہے، یہ (مذکورہ) تین حدیثیں اور حدیث **''لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه''** (۱)۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ نہ چاہے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ حدیث: **''ازهد في الدنيا يحبك الله ، وازهد فيما في أيدي الناس يحبك الناس''** (۲) ہے۔

ترجمہ: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا، لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: ''اس حدیث کی عظیم تاثیر کا سبب یہ ہے کہ نبی

(۱) صحیح بخاری، ۱/ ۹، حدیث نمبر: (۱۳)، وصحیح مسلم، ۱/ ۶۷، حدیث نمبر: (۴۵)۔

(۲) سنن ابن ماجہ، ۲/ ۱۳۷۴، حدیث نمبر: (۴۱۰۲)، امام نووی فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے حسن سندوں سے روایت کیا ہے''، دیکھئے: شرح نووی، ۱۱/ ۲۸۔

کریم ﷺ نے اس میں کھانے ، پینے اور پہننے وغیرہ کی اصلاح کے سلسلہ میں تنبیہ فرمائی ہے، نیز یہ کہ مشتبہ امور کا ترک کرنا ہی مناسب ہے، کیوں کہ یہ انسان کی دین وآبرو کی حفاظت کا سبب ہے، اور آپ (ﷺ) نے شبہات میں واقع ہونے (پڑنے) سے منع فرمایا ہے اور اسے چراگاہ کی مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے، پھر آپ نے سب سے اہم مسئلہ یعنی دل کی دیکھ بھال اور رعایت کی طرف توجہ دلائی ، چنانچہ آپ نے وضاحت فرمایا کہ دل کی درستگی سے سارا جسم درست رہتا ہے اور دل کی خرابی سے سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

رہا آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "الحلال بين والحرام بين.." کہ حلال وحرام واضح ہیں...تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ چیزوں کی تین قسمیں ہیں:

ایک وہ جو واضح طور پر حلال ہے' اس کا حلال ہونا کسی سے بھی مخفی و پوشیدہ نہیں، جیسے روٹی، شہد وغیرہ۔

دوسرے وہ جو واضح طور پر حرام ہے، جیسے شراب ، سور اور جھوٹ وغیرہ۔

رہا "مشتبہات"، تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایسی چیزیں ہیں جن کا نہ تو حلال ہونا واضح ہے نہ ہی حرام ہونا، اسی لئے بہت سے لوگوں کو ان کی معرفت نہیں ہوتی، اور نہ ہی وہ ان کا حکم جانتے ہیں، البتہ علماء کرام نص، یا قیاس یا استصحاب وغیرہ کے ذریعہ ان کے احکام کا علم رکھتے ہیں (١)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کسی شاعر کا (درج ذیل) شعر نقل فرمایا ہے:

عمدة الدين عندنا كلمات ۔۔۔ مسندات من كلام خير البرية

اترك الشبهات، وازهد، ودع ۔۔۔ ماليس يعنيك واعملن بنية (٢)

ترجمہ: ہمارے یہاں دین کا مدار مخلوق کی سب سے بہتر ہستی (محمد رسول اللہ ﷺ) کی زبان مبارک سے فرمودہ کچھ معتبر کلمات ہیں: (وہ یہ ہیں)، مشتبہ امور کو ترک کردو، دین سے بے رغبتی کرو، لایعنی (فضول) چیزیں چھوڑ دو، اور نیت پر عمل کرو۔

ہم اللہ عزوجل سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ وہ ان تمام چیزوں

---

(١) صحیح مسلم بشرح نووی (بتصرف)، ١١/ ٢٨۔

(٢) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ١/ ١٢٩۔

سے ہماری حفاظت فرمائے جس سے وہ غضبناک ہوتا ہے، اور ہمیں ان چیزوں کی توفیق بخشے جس وہ راضی اور خوش ہوتا ہے، بیشک وہ اس کا ذمہ دار ہے اور وہ اسی کے بس میں ہے۔

چوتھا باب:

عصر حاضر کے سودی مسائل سے متعلق بعض فتاوے

(سترہ سودی مسائل اور ان کے جوابات)

چوتھا باب:

عصرِ حاضر کے سودی مسائل سے متعلق بعض فتاوے

مسئلہ (۱): کاغذی کرنسی (نوٹ) اور شرعی ناحیہ سے اس کا حکم۔

اس مسئلہ میں فقہ اکیڈمی بورڈ کی جو قرارداد صادر ہوئی ہے وہ درج ذیل ہے:

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا محمد و على آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد:

اسلامی فقہ اکیڈمی بورڈ کو کاغذی کرنسی (نوٹ) اور شرعی ناحیہ سے اس کے حکم کے موضوع کی بابت اکیڈمی کی جانب پیش کردہ بحث کے سلسلہ میں اطلاع ہوئی، (جس کے سلسلہ میں) مناقشہ اور بورڈ کے ممبران کے درمیان باہمی غور وفکر کے بعد درج ذیل قرار پیش کی گئی:

اولاً: نقد (مالیت) میں اصل سونا اور چاندی ہے، اور سونے اور چاندی

میں سود جاری ہونے کی علت فقہاء کرام کی صحیح ترین رائے کے مطابق مطلق ثمنیت (قیمت بننے کی صلاحیت) ہے، اور ثمنیت فقہاء کرام کے نزدیک سونے اور چاندی میں منحصر نہیں ہے، گرچہ اس میں سونے اور چاندی کی دھاتیں ہی اصل ہیں، اور چونکہ کاغذی نوٹ قیمت، اور لین دین میں سونے اور چاندی کے قائم مقام بن چکا ہے، اور سونے اور چاندی کے ذریعہ معاملت کے مخفی ہونے کے سبب (عصر حاضر میں) اسی (کاغذی نوٹ) کے ذریعہ چیزوں کی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے، اسے مالیت سمجھنے اور ذخیرہ کرنے پر دلوں کو اطمینان ہوتا ہے، اور اسی کے ذریعہ چیزوں کی ادائیگی اور براءت عامہ حاصل ہوتی ہے، باوجودیکہ اس کی قیمت بعینہ اس کاغذ میں نہیں بلکہ اس سے ایک خارج امر یعنی باہمی لین دین اور تبادلہ میں ایک واسطہ کی حیثیت سے اس پر حصول اطمینان' میں ہے، اور یہی اس (کاغذی نوٹ) کے ثمنیت سے متعلق ہونے کا راز ہے۔

اور چونکہ تحقیق کی روشنی میں سونے اور چاندی میں سود کی علت مطلق ثمنیت ہے، اور وہ کاغذی نوٹ میں بھی متحقق ہے، ان (مذکورہ) تمام

وجوہات کی بنیاد پر اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل یہ قرارداد پاس کرتی ہے کہ کاغذی نوٹ ایک مستقل بالذات مالیت ہے، اس کا حکم سونے اور چاندی کا حکم ہے، لہٰذا سونے اور چاندی پر قیاس کرتے ہوئے کاغذی نوٹوں میں ثمنیت کا اعتبار کر کے ان میں بھی بعینہ اسی طرح زکاۃ واجب ہوگی اور سود کی دونوں قسمیں (اضافہ کا سود اور ادھار کا سود) پائی جائیں گی جس طرح سونے اور چاندی میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس طرح کاغذی نوٹ میں شریعت کے نافذ کردہ وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو سونے اور چاندی میں لاگو ہوتے ہیں۔

ثانیاً: سونے، چاندی اور دیگر نقدی اشیاء کی طرح کاغذی نقدی نوٹ کو ایک مستقل بالذات نقد (مالیت) سمجھا جاتا ہے، نیز کاغذی نوٹوں کو مختلف اجناس سمجھا جاتا ہے جو مختلف ملکوں میں جاری کرنے والے مختلف شعبوں کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، بایں معنیٰ کہ سعودی کاغذی نقدی نوٹ ایک جنس ہے اور امریکی نوٹ ایک دوسری جنس، اسی طرح ہر کاغذی کرنسی (نوٹ) ایک مستقل بالذات جنس ہے، اور اسی بنیاد پر جس

طرح سونے، چاندی اور دیگر نقدی اشیاء میں سود کی دونوں قسمیں (ربا الفضل اور ربا النسیئہ) پائی جاتی ہیں، اسی طرح کاغذی نوٹوں میں بھی پائی جائیں گی۔

مذکورہ تمام باتیں درج ذیل امور کا تقاضہ کرتی ہیں:

(الف) کاغذی نوٹوں کی آپس میں یا ان کے علاوہ دیگر نقدی اجناس جیسے سونا اور چاندی وغیرہ کے عوض ادھار خرید وفروخت مطلقاً ناجائز ہے، مثال کے طور پر سعودی ریال کو کسی دوسری کرنسی کے عوض کمی بیشی کے ساتھ ادھار اور بغیر قبضہ کئے ہوئے فروخت کرنا جائز نہیں۔

(ب) ایک جنس کی کاغذی کرنسی (نوٹ) کی کمی بیشی کے ساتھ باہمی خرید وفروخت جائز نہیں، خواہ خرید وفروخت ادھار ہو یا نقد، مثال کے طور پر دس سعودی کاغذی ریالوں کو گیارہ سعودی ریالوں کے بدلہ ادھار یا نقد فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(ج) کاغذی نوٹوں کی دوسری جنس سے باہمی خرید وفروخت مطلقاً جائز ہے بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو، چنانچہ ایک سوری (شامی) یا لبنانی لیرہ کو

ایک سعودی ریال کے عوض خواہ کاغذ ہو یا چاندی، یا اس سے کم یا زیادہ کے عوض فروخت کرنا جائز ہے، اور ایک امریکی ڈالر کو تین سعودی ریالوں کے عوض یا اس سے کم یا زیادہ کے عوض فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

اسی طرح چاندی کے ایک سعودی ریال کو تین کاغذی ریالوں کے عوض یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کے عوض نقداً فروخت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ اس کی حیثیت ایک جنس کو دوسری جنس کے بدلہ فروخت کرنے کی ہے، اس میں محض نام میں مشترک ہونے کا کوئی اثر نہیں، کیونکہ حقیقت میں دونوں چیزیں مختلف ہیں۔

ثالثاً: جب کاغذی نوٹوں کی قیمت سونے یا چاندی کے کم سے کم نصاب تک پہنچ جائے، یا دیگر نقدی اشیاء اور تجارت کے لئے تیار کردہ سامانوں کے ساتھ نصاب کی تکمیل ہو جائے، تو ان کی زکاۃ نکالنا واجب ہے۔

رابعاً: کاغذی نقدی نوٹوں کو بیع سلم (قیمت پیشگی ادا کر دینا اور مطلوبہ سامان بعد میں لینا) میں اور کمپنیوں میں راس المال بنانا جائز ہے۔

والله أعلم، وبالله التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم (۱)۔

مسئلہ (۲): سہ جہتی حیلہ کا مسئلہ۔

سوال: میرے پاس کچھ چاول کی بوریاں ہیں جو ہمارے گودام (اسٹور روم) میں رکھی ہوئی ہیں، لوگ میرے پاس آکر بازار کی قیمت پر وہ بوریاں مجھ سے خریدتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو ادھار فروخت کرتے ہیں، پھر جب وہ قرض دار کے حصہ میں آجاتی ہیں تو میں اس سے قیمت سے ایک ریال کم میں خرید لیتا ہوں، پھر جب وہ میرے حصہ میں آجاتی ہیں تو پہلے ہی کی طرح لوگ میرے پاس آکر مجھ سے خریدتے ہیں، اس طرح یہ معاملہ جاری رہتا ہے، جبکہ چاول ایک ہی جگہ باقی رہتا ہے، البتہ لوگ چاول کے اپنی جگہ رہتے ہوئے بھی بوریاں گن کر لیتے ہیں' کیا اس طریقہ میں کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ معلومات سے نوازیں، اللہ تعالیٰ آپ کو

(۱) فتاویٰ اسلامیہ جمع وترتیب شیخ محمد المسند ۲/ ۳۷۹، ۳۸۰، نیز دیکھئے: ابحاث ھیئۃ کبار العلماء (مملکت سعودی عرب) ۱/ ۳۰ تا ۵۸۔

جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب: جی ہاں! یہ طریقہ سودخوری کی ایک چال (حیلہ) ہے، ایسا شدید قسم کا سود جو سود کی دونوں قسموں کو شامل ہے، کیونکہ اس طریقہ سے قرض دینے والا دس کے عوض بارہ کے حصول تک پہنچتا ہے، اور کبھی کبھار قرض خواہ اور قرض دار دوکان والے کے پاس آنے سے پہلے ہی اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ قرض خواہ اسے اتنا اتنا یعنی دس بارہ درہم یا اس سے کم وبیش قرض دے گا، پھر وہ دونوں اس شخص (صاحب دوکان) کے پاس آتے ہیں تاکہ اس سے یہ چال چلیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے "الحيلة الثلاثية" یعنی سہ رخا حیلہ' کا نام دیا ہے، یہ بلاشبہہ ''ربا الفضل اور ربا النسیئہ'' دونوں قسموں کے سود کی ایک چال ہے جو کہ حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیونکہ باہمی چال اور حیلہ سازی سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ حیلہ سازی اس کی خباثت اور گناہ میں مزید اضافہ کر دیتی ہے، اسی لئے حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ان حیلہ

سازوں کے بارے میں فرمایا کہ لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتے ہیں جس طرح بچوں کو دھوکا دیا جاتا ہے، اگر یہ لوگ کھل کر سودی لین دین کرتے تو معاملہ اس سے آسان تھا۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا، کیونکہ حیلہ جو اس منافق کی طرح ہے جو اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا ہے جبکہ وہ کافر ہوتا ہے' اسی طرح یہ سود کے لئے حیلہ سازی کرتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ اس کی خرید وفروخت صحیح اور حلال ہے(۱)۔

(فضیلت مآب علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

مسئلہ(۳): غیر مقبوضہ سامانوں کی ادھار خرید وفروخت جبکہ سامان اپنی جگہ باقی ہوں:

سوال: غیر مقبوضہ سامانوں کی ادھار خرید وفروخت جبکہ سامان اپنی جگہ باقی ہوں، اس بیع (خرید وفروخت) کا کیا حکم ہے، موجودہ دور میں بعض لوگوں کے یہاں غیر مقبوضہ اشیاء میں یہی طریقہ رائج ہے؟

جواب: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی سامان نقد یا

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۸۲۔

ادھار فروخت کرے، مگر اسی حالت میں کہ وہ اس کا مالک ہو اور اسے اپنے قبضہ میں لے چکا ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"لا تبع ما ليس عندك"(۱)۔

جو چیز تمہارے پاس (تمہاری ملکیت میں) نہ ہو اسے فروخت نہ کرو۔

نیز آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"لا يحل سلف وبيع، ولا بيع ما ليس عندك"(۲)۔

(۱) ابوداود ۳/۲۸۳، حدیث نمبر: (۳۵۰۳)، ترمذی ۳/۵۲۵، حدیث نمبر: (۱۲۳۲) نسائی ۷/۲۸۹، حدیث نمبر: (۴۶۱۳) نیز علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح سنن الترمذی (۲/۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ابوداود حدیث نمبر: (۳۵۰۴)، ترمذی حدیث نمبر: (۱۲۳۴)، نسائی حدیث نمبر: (۴۶۱۱)، ابن ماجہ حدیث نمبر: (۲۱۸۸)، احمد ۲/۱۷۴، ۱۷۹، ۲۰۵، الحاکم ۲/۱۷۔

(بیک وقت) قرض اور بیع جائز نہیں ہے، اور نہ ہی اس چیز کی فروخت جو تمہاری ملکیت میں نہ ہو۔

اسی طرح سابقہ دونوں حدیثوں کی روشنی میں جو اسے خرید لے اس کے لئے اس وقت تک اس کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں جب تک اسے اپنے قبضہ اور ملکیت میں نہ لے لے۔

نیز حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی (درج ذیل) حدیث کی بنا پر بھی جسے امام احمد اور امام ابوداود رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور امام ابن حبان و امام حاکم رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، وہ (زید) فرماتے ہیں:

"نهى رسول الله ﷺ أن تباع السلع حيث تبتاع حتى يحوزها التجار إلى رحالهم" (۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ سامانوں کو وہیں فروخت کر دیا جائے جہاں خریدا جائے، یہاں تک کہ تاجر

(۱) ابوداود ۳/۲۸۲، حدیث نمبر: (۳۴۹۹) اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابوداود (۲/۶۶۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

حضرات انھیں اپنے گھروں (رہائش گاہوں) پر منتقل کر لیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اناج کو بغیر تولے اور وزن کئے فروخت کرتے تو اسے اسی جگہ فروخت کرنے پر ان کی پٹائی ہوتی تھی، یہاں تک کہ اسے اپنی رہائش گاہوں پر منتقل کر لیں (۱)۔

اس معنیٰ کی حدیثیں بے شمار ہیں (۲)۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ)

مسئلہ (۴): کرنسیوں کی تبدیلی:

سوال: میں ایک متعین آدمی سے چالیس ہزار سعودی ریال کے نرخ سے دس ہزار امریکی ڈالر خریدنا چاہتا ہوں، اس کی ادئیگی ماہانہ قسطوں سے ہوگی، ہر قسط ایک ہزار ریال، اور ان امریکی ڈالروں کو بازار میں سینتیس

(۱) صحیح بخاری ۳/۳۰، حدیث نمبر: (۲۱۳۷)۔

(۲) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۸۳، ۳۸۴۔

ہزار پانچ سو ریال کے بھاؤ سے فروخت کرنا چاہتا ہوں، اس خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ مجھے ان پیسوں کی ضرورت ہے۔

جواب: یہ عمل حرام ہے، کیونکہ جب کوئی شخص کوئی کرنسی تبدیل کرے تو خرید وفروخت کرنے والے دونوں کے لئے اپنے اپنے عوض (مال) کو قبضہ (ملکیت) میں لینے سے پہلے الگ ہونا حرام ہے، اور اس (مذکور) سوال میں دوسرے عوض یعنی ڈالروں کی قیمت کو قبضہ میں نہیں لیا گیا ہے، اس لئے یہ سودا فاسد اور باطل ہے، اگر خرید وفروخت کا یہ معاملہ طے پا چکا ہو تو جس نے ڈالر لئے ہیں اس پر واجب ہے کہ وہ ڈالر ہی ادا کرے، پہلے طے کردہ عقد بیع پر قائم رہنا جائز نہیں کیونکہ وہ فاسد ہے، اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وإن كان مائة شرط، قضاء الله أحق وشرط الله أوثق" (۱)۔

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۸۶ (مذکورہ) حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، حدیث نمبر: (۴۵۶)۔

ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو باطل ہے، اگر چہ سو شرطیں ہوں، اللہ کا فیصلہ سب سے برحق اور اللہ کی شرط سب سے زیادہ مضبوط ہے۔

(علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

مسئلہ (۵): **نئے سونے کے عوض استعمال شدہ سونا فروخت کرنا، ساتھ ہی عوض (دونوں کی قیمتوں کا فرق) ادا کرنا:**

سوال: ایک شخص جویلری (سونے چاندی وغیرہ کے زیورات) کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا ہے، کوئی استعمال شدہ سونا لے کر اس کے پاس آتا ہے تو وہ اس سے خرید لیتا ہے اور اس سونے کی قیمت ریال سے طے ہوتی ہے، پھر اسی وقت اور اسی جگہ اس کی قیمت ادا کرنے سے پہلے ہی وہ شخص جس نے اس (جوہری) سے استعمال شدہ سونا فروخت کیا تھا، نیا سونا خریدتا ہے اور اس کی قیمت بھی معلوم ہوتی ہے، ساتھ ہی خریدار باقی قیمت (یعنی استعمال شدہ سونے کے ساتھ نئے سونے کا فرق) بھی ادا کرتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ یا پہلے مستعمل سونا فروخت کرنے

والے کو پوری قیمت ادا کرنا ضروری ہے، پھر فروخت کرنے والا جوہری کو نئے سونے کی خرید کی قیمت ان پیسوں یا دیگر پیسوں سے ادا کرے؟

جواب: اس قسم کی صورت میں (پہلے) استعمال شدہ سونے کی قیمت ادا کرنا ضروری ہے، قیمت وصول کرنے کے بعد فروخت کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو جسے اس نے مستعمل سونا فروخت کیا ہے اسی سے یا کسی اور سے نیا سونا خریدے، اور اگر اسی سے خریدے تو اسے اسی کے دیئے ہوئے پیسے یا اس کے علاوہ پیسے نئے سونے کی قیمت کے طور پر ادا کردے، تاکہ مسلمان (سودی جنس کی چیزوں میں) اچھی قسم کے عوض ردی قسم کی کمی بیشی کے ساتھ خرید وفروخت کے حرام سودے میں نہ واقع ہو، کیونکہ امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا عامل (صدقات وزکاۃ کی وصولی کرنے والا) بنایا، وہ آپ کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا خیبر کی ساری کھجوریں اسی قسم کی ہیں؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں (بلکہ) ہم دو صاعوں کے بدلے اس قسم کی ایک صاع اور تین

صاعوں کے بدلے اس قسم کی دو صاع کھجوریں لیتے ہیں، تو آپ نے فرمایا:

"لا تفعل، بع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنيباً"(۱)۔

ایسا نہ کیا کرو، بلکہ ردی قسم کی کھجوریں دراہم کے عوض فروخت کردو، پھر ان درہموں سے عمدہ قسم کی کھجوریں خریدو۔

اور اس لئے بھی کہ اس قسم کی خرید وفروخت میں لین دین گرچہ معاملہ کی جگہ اور اسی وقت ہی ہو، لیکن سونے کو سونے کے عوض کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنے کا سبب بن سکتا ہے، جو کہ حرام ہے، کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح،

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: (۲۲۰۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: (۱۵۹۴)۔

مثلاً بمثلٍ، سواء بسواء، يداً بيدٍ، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم، إذا كان يداً بيدٍ"۔

سونا سونے کے بدلے میں، چاندی چاندی کے بدلے میں، گیہوں گیہوں کے بدلے میں، جو جو کے بدلے میں، کھجور کھجور کے بدلے میں، نمک نمک کے بدلے میں، بالکل برابر برابر ہاتھوں ہاتھ (نقد فروخت ہونا چاہئے) اور جب یہ اصناف بدل جائیں (مختلف ہو جائیں) تو جس طرح چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے:

"فمن زاد أو استزاد فقد أربى، الآخذ والمعطي سواءٌ"(۱)۔

جس نے زیادہ دیا، یا زیادہ طلب کیا (مانگا) اس نے سودی معاملہ کیا (سود) لینے اور دینے والے دونوں برابر ہیں۔

(دائمی کمیٹی برائے افتاء)

(۱) فتاوی اسلامیہ ۲/۳۸۹ (مذکورہ) حدیث کی تخریج ص: (۴۶) میں گزر چکی ہے۔

سوال: میں ایک سونا فروش کے پاس چند پرانے زیورات لے کر گیا، اس نے انھیں وزن کیا اور کہا: ان کی قیمت پندرہ سو ریال ہے، اور میں نے اس سے اٹھارہ سو ریال کے نئے زیورات خریدے، کیا اب میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اسے صرف تین سو ریال کا فرق ادا کردوں، یا پندرہ سو ریال اس سے لے لوں، پھر اسے اٹھارہ سو ریال اکٹھے ادا کروں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق سونے کو سونے کے عوض (وزن میں) بالکل برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ (نقد) فروخت کرنا ہی جائز ہے، جیسا کہ صحیح احادیث میں یہ بات وارد ہے، خواہ سونا یا اسی طرح چاندی کی نوعیت نئے یا پرانے ہونے کے اعتبار سے یا کسی اور وجہ سے مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

جائز طریقہ یہ ہے کہ جو شخص سونے کو سونے کے عوض خریدنا چاہتا ہے وہ اپنے پاس موجود سونے کو چاندی یا اس کے علاوہ کاغذی نوٹوں کے عوض فروخت کردے اور اس کی قیمت اپنے قبضہ اور ملکیت میں لے لے، پھر اپنی ضرورت کا سونا اسی چاندی یا کاغذی نوٹ کے عوض نقد خریدے،

کیونکہ کاغذی نوٹ کو اس کی باہمی خرید وفروخت میں اور اس کے عوض سونے اور چاندی کی خرید وفروخت میں سود جاری ہونے میں سونے اور چاندی کے درجہ میں قرار دیا گیا ہے۔

البتہ اگر سونے یا چاندی کو نقدی کے علاوہ جیسے گاڑیوں اور سامانوں اور شکر وغیرہ کے عوض فروخت کرے تو اس صورت میں ملکیت میں لینے سے قبل علیحدہ ہونے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ سونے، چاندی اور کاغذی کرنسیوں کے درمیان اور مذکورہ اشیاء اور انہی جیسی دیگر اشیاء کے درمیان سود نہیں ہوتا۔

اگر خرید وفروخت کا معاملہ ادھار ہو تو مدت کی وضاحت کرنی ضروری ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمى فاكتبوه﴾(١)۔

اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقرر

(١) سورۃ البقرہ:٢٨٢۔

پر قرض کا معاملہ کروتو اسے لکھ لیا کرو(۱)۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ)

مسئلہ(٦): سونا یا چاندی ادھار فروخت کرنا:

سوال: ایک شخص نے مجھ سے ڈھلا ہوا سونا لیا جس کی قیمت ایک ہزار ریال تھی، میں نے اس سے کہا کہ دیکھو (اس کی فروخت) نقد ہی جائز ہے، اس شخص نے کہا کہ مجھے ایک ہزار ریال قرض دے دو، میں نے اسے ایک ہزار ریال بطور قرض دیدیئے، اس شخص نے وہی رقم مجھے دیدی، کیا یہ معاملہ جائز ہے؟

جواب: ایسا کرنا ناجائز ہے، کیونکہ یہ سودخوری کا ایک حیلہ ہے، نیز بیک وقت دوسودوں (ادھار لینے اور بیع کرنے) کو جمع کرنا ہے، اور اس سے بھی منع کیا گیا ہے(۲)۔

(دائمی کمیٹی برائے افتاء)

---

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۵۲۔

(۲) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۹۰۔

سوال: اگر کوئی شخص میرے پاس آئے جو مجھ سے سونے کے کچھ زیورات خریدنا چاہتا ہو، اور جب میں اس کا مطلوبہ زیور وزن کردوں تو اس کے پاس موجود پیسے سونے کی قیمت کے لئے کافی نہ ہوں، تو ایسی صورت میں یہ بات معلوم ہے کہ میرے لئے اس سے سونا فروخت کرنا اور اسے اس کے حوالہ کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ سونے کی قیمت کا کچھ حصہ ہی اس نے مجھے ادا کیا ہے، لیکن اگر مثال کے طور پر صبح کا وقت ہو اور وہ مجھ سے یہ کہے کہ میں عصر تک کے لئے تمہارے پاس سونا چھوڑ جاتا ہوں، تاکہ تمہیں (عصر کے وقت) پورے پیسے لاکر دیدوں اور تم سے خریدا ہوا سونا لے جاؤں، تو کیا ایسی صورت میں میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں سونا اور اس کا حساب اس کی تھیلی میں باقی چھوڑ دوں یہاں تک کہ وہ آکر اسے لے جائے، یا ضروری ہے کہ میں یہ بیع ختم کردوں، پھر جب وہ آئے تو عام خریدار کی طرح ہو، ورنہ ہمارے درمیان کوئی معاملہ نہیں؟

جواب: اس شخص کے پیسوں کے لانے تک اس کے خریدے

ہوئے سونے کو اس کے حساب میں باقی رکھنا جائز نہیں، بلکہ یہ بیع ہی مکمل نہیں ہوئی، تاکہ ربا النسیئہ (ادھار کا سود) میں واقع نہ ہوں، سونا آپ کے پاس آپ کی ملکیت میں رہے گا، جب وہ شخص بقیہ پیسے لے کر آئے گا تو آپ دونوں حضرات نئے سرے سے سودا کریں گے اور اسی مجلس میں آپ دونوں کے درمیان حوالگی قرار پائے گی (۱)۔

(دائمی کمیٹی برائے افتاء)

مسئلہ (۷): انشورنس کمپنیوں میں شرکت:

سوال: میں کویتی باشندہ ہوں، ہمارے یہاں کچھ تعاون کرنے والی کمپنیاں ہیں جو تجارتی وزراعتی اعمال، بینکوں، پیٹرول اور انشورنس کمپنیوں کے ساتھ خاص ہیں، ان کمپنیوں میں ملک کے ہر باشندہ کو اور اس کے گھر کے جملہ افراد کو شرکت کا حق حاصل ہے، امید ہے کہ اس طرح کی کمپنیوں کے بارے میں شریعت کے حکم کی وضاحت فرمائیں گے۔

جواب: اس طرح کی کمپنیوں میں انسان کو شرکت کرنا جائز ہے

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۵۳۔

بشرطیکہ یہ کمپنیاں سودی کاروبار نہ کرتی ہوں، اگر ان کا کاروبار سودی ہو تو ان میں شرکت کرنا جائز نہیں، وہ اس لئے کہ کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع سے سودی کاروبار کی حرمت ثابت ہے، اسی طرح انسان کے لئے تجارتی بیمہ والی کمپنیوں میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ (ان کمپنیوں میں) بیمہ ایگریمنٹس دھوکہ، لاعلمی اور سود پر مبنی ہوتے ہیں اور دھوکہ، لاعلمی اور سود پر مشتمل سودے شریعت اسلامیہ میں حرام ہیں (۱)۔

(دائمی کمیٹی برائے افتاء)

مسئلہ (۸): سودی بینکوں کے ساتھ معاملہ کرنا:

اس مسئلہ میں اسلامی فقہ اکیڈمی کی درج ذیل قرارداد صادر ہوئی:

اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل نے ۱۲/ رجب ۱۴۰۶ھ بروز ہفتہ تا ۲۹/ رجب ۱۴۰۶ھ بروز ہفتہ رابطہ عالم اسلامی کے صدر دفتر مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے نویں اجلاس میں سودی بینکوں کے عام ہونے، لوگوں کے ان کے ساتھ معاملہ اور لین دین کرنے نیز ان کے

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۹۲۔

بالمقابل غیر سودی بینکوں کی عدم فراہمی کے موضوع پر غور وخوض کیا، اس مسئلہ کو جنرل سکریٹری اور کونسل کے نائب صدر نے کونسل کے حوالہ کیا تھا۔

کونسل نے اس خطرناک مسئلہ کے تعلق سے جس میں ایسے صریح حرام امر کا ارتکاب کیا جاتا ہے جس کی حرمت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے، فضیلت مآب ممبران کونسل کی باتیں سماعت کیں۔

جدید اقتصادی تحقیقات نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ سود دنیا کی معیشت، سیاست، اخلاقیات اور سلامتی کے لئے ایک خطرہ اور دنیا کو درپیش بہت سے مشکلات ومصائب کا سبب ہے، نیز یہ کہ اس خبیث مرض کو ختم کر کے ہی اس سے نجات مل سکتی ہے جس سے اسلام نے چودہ صدیوں پہلے منع فرمایا ہے۔

پھر ایک مبارک عملی قدم اٹھایا گیا، یعنی سود اور شرعاً حرام معاملات سے پاک اسلامی بینکوں کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس مبارک قدم کے ذریعہ سیکولرزم کا نعرہ لگانے والوں اور ثقافتی جنگ کے شکار لوگوں کے

پروپیگنڈہ کو سبوتاز کردیا گیا، جنھوں نے کبھی یہ دعویٰ (چیلنج) کیا تھا کہ معاشی میدان میں شریعت اسلامیہ کی عملی تطبیق محال ہے، کیونکہ بینکوں کے بغیر معیشت کا تصور ہی نہیں اور فوائد (سود) کے بغیر بینک نہیں، قرارداد میں مندرجہ ذیل امور بھی آئے:

اولاً: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امر سودی لین دین سے اور کسی بھی صورت میں اس کے ساتھ تعاون سے اجتناب کریں۔

ثانیاً: انتہائی متانت وسکون کے ساتھ کونسل سودی بینکوں کے بدیل کے طور پر اسلامی بینکوں کے قیام کو مسرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، نیز تمام اسلامی ممالک میں اور ان کے علاوہ جہاں بھی مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے ان جگہوں پر کونسل وسیع پیمانے پر اس قسم کے (اسلامی) بینکوں کے قیام کی ضرورت محسوس کرتی ہے، تاکہ ان اسلامی بینکوں کے ذریعہ ایک مستحکم (اقتصادی) جال بچھ سکے جس کے نتیجہ میں ایک مکمل اسلامی معاشی نظام عمل میں آئے۔

ثالثاً: ہر وہ مسلمان جس کے لئے اسلامی بینک کے ساتھ تعامل ممکن ہو اس کے لئے ملک و بیرون ملک کے سودی بینکوں سے لین دین کرنا حرام ہے، کیونکہ اسلامی متبادل موجود ہونے کے بعد اس کے لئے سودی بینکوں سے معاملہ کرنے کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا، اس پر واجب ہے کہ وہ خبیث (ناپاک) کے بجائے پاکیزہ چیز اپنائے اور حلال کو اپنا کر حرام سے بے نیازی کا ثبوت دے۔

رابعاً: اسلامی ممالک کے ذمہ داران اور ان میں پائے جانے والے سودی بینکوں کے ذمہ داران سے کونسل اس بات کی اپیل کرتی ہے کہ وہ ان بینکوں کو جلد از جلد سود کی آلائش سے پاک کریں۔

خامساً: سودی فوائد کے ذریعہ حاصل ہونے والا ہر مال شرعاً حرام ہے، بینکوں میں مال ڈپوزٹ کرنے والے کسی بھی مسلمان کے لئے اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال میں سے کسی کے لئے بھی کسی کام میں اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں، بلکہ اسے مسلمانوں کے عام مصالح جیسے مدارس اور ہسپتالوں وغیرہ کے قیام میں صرف کرنا ضروری ہے، لیکن یہ خرچ

کرنا صدقہ کے قبیل سے نہیں، بلکہ حرام سے اجتناب اور پاکی کے قبیل سے ہے۔ اور کسی بھی حالت میں ان فوائد کو ان سودی بینکوں میں چھوڑنا جائز نہیں ہے کہ اس سے انہیں تقویت حاصل ہو۔

بیرون ملک بینکوں کے اعتبار سے سودی فوائد کو بینکوں کے حوالہ کردینے کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے، کیونکہ عام طور پر یہ سودی بینک ان فوائد کو یہودی وعیسائی مشینریوں کے لئے خرچ کرتے ہیں، اور اس طور پر مسلمانوں کی یہ دولت خود مسلمانوں سے جنگ اور ان کے بچوں کو ان کے عقیدہ سے گمراہ کرنے کے لئے اسلحہ قرار پاتی ہے، واضح رہے کہ ان سودی بینکوں سے فائدہ کے ساتھ یا بلا فائدہ تعامل کرتے رہنا جائز نہیں۔

اسی طرح کونسل اسلامی بینکوں کے ذمہ داران سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ان بینکوں کے عملہ کے لئے صالح اسلامی عناصر کا انتخاب کریں اور انہیں اسلامی احکام وآداب سمجھا بجھا کر ان کی نگہداشت کریں تاکہ ان کے معاملات اور تصرفات اسلامی احکام کے موافق ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور راہ راست کی رہنمائی کرنے

والا ہے(۱)۔ (مجلۃ الدعوہ/ ۱۰۳۷)۔

مسئلہ (۹): **سودی بینکوں سے تعامل اوران میں ملازمت کرنا:**

سوال: درج ذیل مسائل میں شریعت کا کیا حکم ہے:

۱- جوشخص اپنا مال بینک میں جمع کرے، پھر جب سال پورا ہوجائے تو اس کا فائدہ (سود) لے؟۔

۲- جوشخص بینک سے فائدہ (انٹرسٹ) پرایک متعینہ مدت کے لئے قرض (Loan) لے؟۔

۳- جوشخص اپنا مال ان بینکوں میں جمع کرے اور فائدہ نہ لے؟

۴- جوشخص ان بینکوں میں مدیر (Manager) یا کسی اور حیثیت سے ملازمت کرے؟۔

۵- وہ صاحب جائداد جو اپنی دوکانیں ان بینکوں کو کرایہ پر دے؟۔

جواب: سودی بینکوں میں فائدہ کی خاطر مال جمع کرنا جائز نہیں، اورنہ ہی فائدہ لینا جائز ہے، کیونکہ یہ ساری چیزیں صریح سود ہیں۔

---

(۱) فتاوی اسلامیہ ۲/ ۳۹۳۔

نیز بینکوں کے علاوہ بھی (کسی جگہ) فائدہ پر رقم جمع کرنا جائز نہیں، اسی طرح کسی سے بھی فائدہ (انٹرسٹ) پر قرض لینا جائز نہیں ہے، یہ ساری چیزیں تمام علماء کرام کے نزدیک حرام ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وأحل الله البيع وحرم الربا﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت (تجارت) کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يمحق الله الربا و يربي الصدقات﴾(۲)۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

مزید ارشاد باری ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۲۷۵۔

(۲) سورۃ البقرہ: ۲۷۶۔

من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رء وس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

پھر ان تمام آیات کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وإن كان ذو عسرةٍ فنظرة إلى ميسرةٍ﴾(۲)۔

اور اگر کوئی تنگ دست (حالت میں) ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے۔

اس حکم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس بات کی تنبیہ فرمارہا ہے

(۱) سورۃ البقرہ: ۲۷۸۔

(۲) سورۃ البقرہ: ۲۸۰۔

کہ تنگ دست سے اس کے قرض کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی مہلت کے عوض اس پر مزید بوجھ ڈالنا جائز ہے، بلکہ بلا کسی اضافہ کے اسے فراخی وخوشحالی تک مہلت دینا واجب ہے، کیونکہ وہ ادائیگی سے عاجز ہے۔

یہ درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت، اس کا لطف و کرم نیز اس ظلم و زیادتی سے ان کی حفاظت کرنا ہے جس سے انہیں نفع نہیں بلکہ صرف نقصان پہنچتا ہے۔

رہا بینکوں میں بلا فائدہ مال جمع کرنا تو مسلمان کو اگر اس کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جہاں تک مسئلہ سودی بینکوں میں ملازمت کرنے کا ہے، تو وہ ناجائز ہے، خواہ مدیر (Manager) ہو، یا کاتب (Clerk) ہو، یا محاسب (Accountant) وغیرہ ہو، کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾(۱)۔

(۱) سورۃ المائدہ: ۲۔

نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم وزیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا: "ہم سواء" یہ سب کے سب برابر ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے(۱)۔

گناہ کے کاموں میں تعاون کی حرمت پر دلالت کرنے والی آیات و احادیث بے شمار ہیں۔

اسی طرح مذکورہ دلائل کی روشنی میں سودی بینک والوں کو دوکانیں کرائے پر دینا بھی جائز نہیں، اور اس لئے بھی کہ ایسا کرنے سے ان کے سودی کاموں میں ان کی مدد ہوتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ سب لوگوں پر ہدایت کا احسان

(۱) اس حدیث کی تخریج ص: (۳۴) میں گزر چکی ہے۔

فرمائے، اور حاکم ومحکوم تمام مسلمانوں کو سود کے خلاف برسرپیکار ہونے، اس سے اجتناب کرنے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حلال کردہ شرعی معاملات پر اکتفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بیشک وہی اس کا مالک اور اس پر قادر ہے(۱)۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ)

مسئلہ (۱۰): سودی بینکوں میں مال (رقم) ڈپوزٹ کرنا:

سوال: ایک شخص کے پاس کچھ نقد رقم ہے، اس نے اسے حفاظت کی خاطر بطور امانت کسی بینک میں رکھ دیا ہے، اور سال گزرنے پر اس کی زکاۃ بھی نکالتا ہے، کیا اس کا ایسا کرنا جائز ہے؟ مستفید فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

جواب: سودی بینکوں میں مال ڈپوزٹ (جمع) کرنا جائز نہیں اگرچہ فائدہ نہ لے، کیونکہ ایسا کرنے سے گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون لازم آتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، لیکن اگر وہ ایسا

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/ ۳۹۷

کرنے پر مجبور ہو اور سودی بینکوں کے علاوہ اسے اپنے مال کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ نہ ملے، تو ضرورت کی بنا پر ایسا کرنے میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وقد فصل لكم ما حرم عليكم إلا ما اضطررتم إليه﴾(۱)۔

اللہ نے تم پر حرام کردہ تمام چیزوں کی تفصیل بیان کردی ہے، سوائے اس کے جس کے کرنے پر تم مجبور ہو جاؤ (تو حلال ہے)

اور جب اسے اپنا مال جمع کرنے کے لئے کوئی اسلامی بینک یا امانتدار جگہ مل جائے جس میں گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ لازم آتا ہو تو اس کے لئے سودی بینکوں میں مال جمع کرنا جائز نہیں (۲)۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ)

(۱) سورۃ الأنعام:۱۱۹۔

(۲) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۳۹۷۔

مسئلہ (۱۱): بینکوں کے شیئر (حصص) خریدنا:

سوال: بینکوں کے شیئر خریدنے اور ایک مدت کے بعد انہیں فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟ اس طور پر کہ ایک ہزار کی رقم مثلاً تین ہزار کے عوض ہو جائے، اور کیا اسے سود شمار کیا جائے گا؟۔

جواب: بینکوں کے شیئر خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ برابری اور باہمی قبضہ کی شرط کے بغیر نقد کو نقد کے عوض فروخت کرنا ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ سودی ادارے ہیں جن کے ساتھ خرید وفروخت کسی بھی طرح سے تعاون کرنا جائز نہیں ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾(۱)۔

نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم وزیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

نیز نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے سود کھانے والے،

(۱) سورۃ المائدہ:۲۔

کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا: ''**هم سواء**'' یہ سب کے سب برابر ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے(۱)۔

آپ کے لئے صرف آپ کا راس المال ہی حلال ہے۔

آپ کو اور آپ کے علاوہ تمام مسلمانوں کو میری یہ وصیت ہے کہ تمام قسم کے سودی معاملات سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں اور گزرے ہوئے سودی معاملات کے بارے میں اللہ سے توبہ کریں، کیونکہ سودی معاملات اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ اور اللہ کے غیظ وغضب اور عذاب کے اسباب میں سے ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا، فمن جاء ه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف وأمره إلى

(۱) اس حدیث کی تخریج ص: (۳۴) میں گزر چکی ہے۔

الله ومن عاد فأولئک أصحاب النار هم فيها خالدون، يمحق الله الربا ويربي الصدقات والله لايحب كل كفار أثيم﴾(۱)۔

سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ حرام کی طرف لوٹا وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

نیز ارشاد باری ہے:

(۱) سورۃ البقرہ: ۲۷۵، ۲۷۶۔

﴿ يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربا إن كنتم مؤمنين﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔

اسی طرح سابقہ حدیث (جس میں سود خور پر لعنت کی گئی ہے اس) سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے (۲)۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ)

مسئلہ (۱۲): سودی اداروں میں سروس (ملازمت) کرنا:

سوال: کیا کسی سودی ادارہ میں ڈرائیور یا چوکیدار (Watchman) کی حیثیت سے ملازمت کرنا جائز ہے؟۔

جواب: سودی اداروں میں ملازمت کرنا جائز نہیں، خواہ انسان ڈرائیور یا چوکیدار ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس کا سودی اداروں میں ملازمت

(۱) سورۃ البقرہ: ۲۷۸۔

(۲) فتاویٰ اسلامیہ ۲/ ۳۹۹-۴۰۰۔

کی خاطر داخل ہونا اس سے راضی ہونے کو مستلزم ہے، اس لئے کہ جو کسی چیز کا انکار کرتا ہے ممکن نہیں کہ اس کی مصلحت کے لئے کام کرے، اور اگر اس کی مصلحت کے لئے کام کرے گا تو اس سے راضی بھی ہوگا، اور حرام چیز سے راضی ہونے والا اس کے گناہ سے دوچار ہوگا، البتہ وہ شخص جو ضبط و کتابت اور بھیجنے اور جمع کرنے وغیرہ کا کام کرتا ہے تو اس کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ حرام کا مرتکب ہے، نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ: "هم سواء" یہ سب کے سب (گناہ میں) برابر ہیں (۱) (۲)۔

(علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

(۱) اس حدیث کی تخریج ص: (۳۴) میں گزر چکی ہے۔

(۲) فتاویٰ اسلامیہ ۲/ ۴۰۱۔

مسئلہ (۱۳): سودی بینکوں کے فوائد:

سوال: بعض بینک لوگوں کے جمع کردہ پیسوں پر انہیں فوائد دیتے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ ان فوائد کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ سود ہے یا جائز نفع ہے جس کا لینا مسلمان کے لئے جائز ہے؟ اور کیا عالم عرب میں ایسے بینکوں کا وجود ہے جو لوگوں کے ساتھ شریعت اسلامیہ کے مطابق معاملہ کرتے ہوں؟

جواب: اولاً: لوگوں کی جمع کردہ رقم پر بینک انہیں جو فوائد دیتا ہے اسے سود شمار کیا جائے گا، مسلمان کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا حلال نہیں ہے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ سودی بینکوں میں رقم جمع کرنے سے اللہ سے توبہ کرے اور بینک میں جمع کردہ رقم اور (اضافہ شدہ) فوائد کو نکال لے، اصل مال اپنے پاس رکھ لے، اور اس سے زائد (فائدہ) کو نیکی کی راہوں میں جیسے فقراء ومساکین پر اور رفاہ عامہ وغیرہ کے کاموں میں خرچ کردے۔

ثانیاً: سودی معاملات سے پاک کوئی جگہ تلاش کی جائے، چاہے کوئی

دوکان ہی ہو، اور اس میں تجارت کے طور پر پارٹنرشپ کی حیثیت سے اس طرح رقم رکھی جائے کہ فائدہ کا ایک معلوم (متعین) حصہ اس کے لئے ہوگا، مثال کے طور پر ایک تہائی، یا اس جگہ رقم یونہی بلا فائدہ بطور امانت رکھی جائے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم (۱)۔

(دائمی کمیٹی برائے افتاء)

مسئلہ (۱۴): سالانہ فوائد (انٹرسٹ) پر بینکوں سے قرض (Loan) لینا:

سوال: بینک سے لین دین کرنا سود ہے یا جائز؟ کیونکہ ملک کے بہت سارے لوگ بینک سے قرض لیتے ہیں؟

جواب: مسلمان کے لئے کسی سے بھی اس شرط پر سونا یا چاندی یا نقدی نوٹ قرض لینا حرام ہے کہ وہ اسے اصل قرض سے زیادہ لوٹائے گا، خواہ قرض دینے والا بینک ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور، کیونکہ یہ سود ہے جو سب سے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جو بھی بینک اس طرح کا

(۱) فتاویٰ اسلامیہ، ۲/۴۰۴۔

معاملہ کرے وہ سودی بینک ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم (۱)۔

(دائمی کمیٹی برائے افتاء)

مسئلہ (۱۵): **قرض کسی کرنسی میں لینا اور ادائیگی دوسری کرنسی میں کرنا:**

سوال: میرے ایک دینی بھائی (حسن.م) نے مجھے دو ہزار تیونسی دینار بطور قرض دیئے، ہم نے اس چیز کا عقد (ایگریمنٹ) لکھا جس میں مذکورہ رقم کی قیمت جرمنی کرنسی میں ذکر کی، قرض کی مدت - جو ایک سال تھی - گزر جانے کے بعد جرمنی کرنسی کی قیمت بڑھ گئی، چنانچہ اس کے نتیجہ میں اب جب کہ میں عقد میں تحریر رقم اسے ادا کر رہا ہوں تو لی ہوئی رقم سے تین سو تیونسی دینار اسے زیادہ دے رہا ہوں، کیا میرے قرض خواہ کے لئے یہ زیادہ رقم لینا جائز ہے یا اسے سود شمار کیا جائے گا؟ بالخصوص جب کہ وہ جرمنی کرنسی ہی میں ادائیگی کا خواہش مند ہے تا کہ جرمنی سے ایک گاڑی

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۴۱۲۔

خرید سکے؟۔

جواب: آپ کے قرض خواہ (حسن.م) کے لئے جائز نہیں کہ وہ آپ کو بطور قرض دی ہوئی رقم، جو کہ دو ہزار تیونسی دینار ہیں' سے زیادہ لے، ہاں اگر آپ اپنی جانب سے زیادہ ادا کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''إن خيار الناس أحسنهم قضاءً'' ۔

سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو قرض کی ادائیگی میں اچھے ہوں۔

اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (۱)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بایں الفاظ روایت کیا ہے:

''إن من خيار الناس أحسنهم قضاءً'' (۲)۔

بہترین لوگوں میں سے وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں اچھا ہو۔

رہا مذکورہ عقد' تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی بنا پر کوئی چیز

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: (۱۶۰۰)۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: (۲۳۰۶)۔

لازم ہوگی کیونکہ وہ ایک غیر شرعی معاملہ ہے،شرعی نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ادائیگی کے وقت قرض کی ادائیگی بعینہ اسی بھاؤ سے جائز ہے(یعنی اتنی ہی مقدار میں) الا یہ کہ قرض دار احسان اور بدلہ کے طور پر خود زیادتی کی اجازت دیدے، جیسا کہ مذکورہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے(۱)۔

(علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ)

سوال: قاہرہ (مصر) میں مقیم میرے ایک رشتہ دار نے مجھ سے ڈھائی ہزار مصری جنیہ (مصر کی کرنسی کا نام) قرض مانگا، میں نے اسے دو ہزار امریکی ڈالر ارسال کئے ، اسے اس نے فروخت کر کے (۲۴۹۰) مصری جنیہ حاصل کئے، اب وہ قرض کی ادائیگی کا خواہاں ہے، واضح رہے کہ ہمارا کسی مدت اور ادائیگی کی کیفیت پر اتفاق نہیں ہوا تھا۔سوال یہ ہے کہ کیا میں اُس سے (۲۴۹۰) جنیہ لوں جو اس وقت (۱۸۰۰) امریکی ڈالر (اس رقم سے کم جسے میں نے ڈالروں میں اسے دیئے تھے) کے

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۴۱۴۔

مساوی ہیں، یا دو ہزار امریکی ڈالر لوں؟ واضح ہو کہ اس صورت میں اسے دو ہزار ڈالر (۲۸۰۰) مصری جنیہ کے عوض خریدنے ہوں گے (یعنی جو رقم اسے ملی تھی اس سے تین سو مصری جنیہ زیادہ)؟

جواب: ضروری ہے کہ وہ تمہیں وہی ڈالر واپس کرے جو تم نے اسے بطور قرض دیئے تھے، کیونکہ اسے تم سے قرض میں یہی ملے تھے، لیکن اس کے باوجود اگر تم دونوں اس بات پر متفق ہو جاتے ہو کہ وہ تمہیں مصری جنیہ ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم بقیع یا نقیع (ایک مقام) میں درہموں کے عوض اونٹ فروخت کرتے اور درہموں کے بدلے دینار لیتے تھے، اور کبھی دینار کے عوض اونٹ فروخت کرتے اور دینار کے بدلے دینار لیتے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”لا بأس أن تأخذها بسعر يومها ما لم تتفرقا وبينكما شيء“(۱)۔

(۱) ابوداود ۳/۲۵۰، حدیث نمبر: (۳۳۴۵)، نسائی، کتاب البیوع، باب نمبر: (۵۲،۵۰)۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم انہیں (یعنی درہم یا دینار) اس دن کے بھاؤ سے لو، بشرطیکہ تم اس حال میں جدا نہ ہوئے ہو کہ تمہارے درمیان کوئی چیز باقی رہ گئی ہو۔

یہ نقد کو غیر جنس کے عوض فروخت کرنا ہے جو تقریباً سونے کو چاندی کے عوض فروخت کرنے ہی کی طرح ہے، تو جب تم دونوں اس بات پر متفق ہو جاؤ کہ وہ تمہیں ان ڈالروں کے بدلے مصری جنیہ دے گا، بشرطیکہ تم اس سے اس مقدار سے زیادہ جنیہ نہ لو جو تبدیلی کے اتفاق کے وقت تھا، تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثال کے طور پر اگر دو ہزار امریکی ڈالر اب (۲۸۰۰) جنیہ کے مساوی ہوں تو تمہارے لئے اس سے تین ہزار جنیہ لینا جائز نہیں، لیکن (۲۸۰۰) جنیہ لینا درست ہے، اسی طرح صرف دو ہزار ڈالر لینا بھی جائز ہے، یعنی تم آج کا بھاؤ لو یا اس سے کم، زیادہ نہیں لے سکتے، کیونکہ اگر تم نے زیادہ لیا تو تم نے ایک ایسی چیز میں نفع کمایا جو تمہارے ضمان میں نہ تھی، اور نبی کریم ﷺ نے ایسی چیز سے نفع کمانے سے منع فرمایا ہے جو ضمان میں نہ ہو، لیکن جب تم کم لوگے تو اس کا

مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اپنا کچھ حق لینے پر اکتفا کیا ہے اور بقیہ ترک کردیا ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں (۱)۔

(علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

مسئلہ (۱۶): وہ قرض جس سے نفع حاصل ہو:

سوال: ایک شخص نے کسی شخص سے کچھ رقم قرض لی، لیکن قرض دینے والے نے یہ شرط رکھی کہ وہ قرض دار سے ایک کاشت کی زمین لے گا جو قرض کی رقم کے عوض رہن (گروی) ہوگی، جس میں وہ کھیتی کرے گا اور اس کا مکمل اناج خود لے گا، یا نصف اناج خود لے گا اور نصف صاحب زمین کو دے گا، یہاں تک کہ قرض دار اسے پورا مال جس طرح لیا تھا اسی طرح واپس لوٹا دے تو قرض دینے والا اس کی زمین اسے لوٹا دے گا، آپ کی نظر میں اس مشروط قرض کا شرعی حکم کیا ہے؟۔

جواب: قرض، نرمی اور شفقت کا معاملہ ہے جس کے ذریعہ قرض دار کے ساتھ نرمی اور احسان کرنا مقصود ہوتا ہے، یہ در اصل اللہ رب

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/۴۱۴، ۴۱۵۔

العزت کے نزدیک مطلوب ومحبوب امر ہے، کیونکہ اس میں اللہ کے بندوں پر احسان ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وأحسنوا إن الله يحب المحسنين﴾ (۱)۔

احسان کرو، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

چنانچہ قرض' قرض دینے والے کے لئے مشروع ومندوب ہے اور قرض لینے والے کے لئے جائز اور مباح۔

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ایک شخص سے ایک جوان اونٹ قرض لیا اور اسے اس سے بہتر لوٹایا، اور جب یہ قرض نرمی اور احسان کا معاملہ ہے تو اسے معاوضہ اور دنیوی و مادی کمائی میں تبدیل کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسی صورت میں قرض دینے والا اپنے مقصد (نرمی و شفقت) سے نکل کر خرید وفروخت اور معاوضہ کے موضوع میں داخل ہو جائے گا۔

---
(۱) سورۃ البقرہ: ۱۹۵۔

اسی لئے آپ فرق محسوس کریں گے کہ کوئی کسی آدمی سے کہے: ''میں نے تجھے یہ دینار دوسرے دینار کے عوض ایک سال کیلئے ادھار فروخت کردیا'' یا کہے: ''میں نے تجھے یہ دینار دوسرے دینار کے عوض فروخت کردیا'' پھر قبضہ میں لینے سے قبل دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، مذکورہ دونوں صورتوں میں خرید وفروخت حرام اور سود ہوگی، لیکن اگر وہ اسے ایک دینار قرض دے اور وہ اسے ایک ماہ یا ایک سال کے بعد ادا کرے، تو ایسا کرنا جائز ہوگا، حالانکہ قرض دینے والے نے نرمی کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا عوض ایک سال یا اس سے کچھ کم وبیش کے بعد ہی لیا ہے۔

اس بنا پر اگر قرض دینے والا قرض لینے والے پر کسی مادی فائدہ کی شرط لگائے تو وہ نرمی اور شفقت کے مقصد سے خارج ہو جائے گا اور ایسا کرنا حرام ہوگا۔

اہل علم کے یہاں یہ قاعدہ معروف ہے: ''كل قرضٍ جرَّ منفعةً فهو ربا'' ہر وہ قرض جس سے فائدہ حاصل ہو وہ سود ہے۔

اس بنیاد پر قرض دینے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ قرض دار پر یہ شرط لگائے کہ وہ اسے ایک زمین دے جس میں وہ کاشت کرے، گرچہ وہ قرض دار کو پیداوار کا ایک حصہ بھی دے، کیوں کہ یہ (عمل) قرض دینے والے کو نفع پہنچاتا ہے جو اسے قرض کے مقصد یعنی نرمی واحسان سے خارج کردیتا ہے (۱)۔

(علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

مسئلہ (۱۷): تجارتی ضمانت (بزنس انشورنس) اور بینک کفالت:

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ وبعد:

''دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات وافتاء'' نے مورخہ ۲۸/ ۷/ ۱۴۰۰ھ حوالہ نمبر (۱۱۰۰) کے تحت، جنرل پریسیڈنٹ (سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ) کی خدمت میں پیش کردہ استفتاء (سوال) کا مطالعہ کیا جو درج ذیل ہے:

سوال: ہمیں ایک ایسا مسئلہ درپیش ہے جس میں بینک سے معاملہ

(۱) فتاویٰ اسلامیہ ۲/ ۴۱۵، ۴۱۶۔

کرنا ضروری ہے، وہ یہ کہ ہمیں ایک بینک کفالت کی ضرورت ہے جس کا نام ''ضمانت برائے حسن تنفیذ'' ہے (یعنی ایگریمنٹ کی تحریر کے مطابق بینک اس ایگریمنٹ کی حسن تنفیذ کا ضامن ہوگا)۔

اچانک یہ جان کر حیرت ہوئی کہ بینک اس ضمانت نامہ کے عوض فیس لیتا ہے، ہم نے اپنے پاس میسر فقہ کی کچھ چھوٹی کتابوں کا مراجعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ضمانت یا کفالت مفت (للہ فی اللہ) ہوتی ہے، چنانچہ ہمیں اپنے اس معاملہ میں بڑی حیرت ہوئی اور ہم نے اپنا منصوبہ اس وقت تک کے لئے روک دیا جب تک ہمیں اس سلسلہ میں شرعی دلائل سے آراستہ صحیح شرعی حکم نہ مل جائے، اس لئے ہم نے آپ کے علم اور تقویٰ وطہارت کی بنیاد پر' جس کا ہمیں آپ کے بارے میں علم ہوا' یہ فیصلہ کیا کہ (اس مسئلہ کے جواب کے لئے) آپ کو لکھ بھیجیں، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمیں شرعی دلائل سے آراستہ اپنی رائے سے نوازیں گے کہ کیا ضمانت یا کفالت پر اجرت لینا جائز ہے؟ اسی طرح لائف انشورنس اور حادثات کے وقت سامانوں کے انشورنس وغیرہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کمیٹی نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا:

اولاً: آپ جس شخص کے ساتھ کوئی عقد کررہے ہیں اس سے متعلق پیسوں پر بینک کا فائدہ کے ساتھ ضمانت فراہم کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ فائدہ جسے بینک لے رہا ہے وہ حرام سودی اضافہ ہے، اور سود جیسا کہ معلوم ہے کتاب اللہ، سنت رسول (ﷺ) اور اجماع امت سے حرام ہے۔

ثانیاً: تجارتی ضمانت (بزنس انشورنس) درج ذیل وجوہ کی بنا پر حرام ہے:

۱- بزنس انشورنس کا معاملہ شدید قسم کے دھوکہ پر مشتمل ایک محتمل مالی معاوضہ ہے، کیونکہ انشورنس کرنے والا معاملہ کے وقت یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ کتنا دے گا یا کتنا لے گا، چنانچہ ہوسکتا ہے کہ ایک یا دو قسطیں دے پھر کوئی حادثہ پیش آجائے تو انشورنس کمپنی نے جس رقم کا وعدہ کیا تھا وہ اس کا حقدار ہو جائے گا، اور اگر حادثہ نہیں پیش آتا تو وہ ساری قسطیں جمع کرے گا اور اسے کچھ بھی نہیں ملے گا، اسی طرح انشورنس کرنے والا یعنی کمپنی یہ نہیں جانتی کہ علیحدہ علیحدہ ہر عقد پر وہ کتنا دے گی اور کتنا لے گی،

اور نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں دھوکہ کی خرید وفروخت سے ممانعت وارد ہوئی ہے، جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے(۱)۔

۲- بزنس انشورنس جوئے کی ایک قسم ہے، کیونکہ اس میں مالی معاوضوں میں خطرہ، بلا جرم یا سبب جرم کے تاوان، بلاعوض یا نا کافی عوض کے بالمقابل فائدہ کا پہلو پایا جاتا ہے، کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ انشورنس کرانے والا ایک ہی قسط جمع کرے، پھر کوئی حادثہ پیش آجائے تو انشورنس کرنے والے کو ڈپوزٹ کی پوری مقدار کا تاوان دینا ہوگا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حادثہ نہ واقع ہو اس کے باوجود انشورنس کرنے والا (کمپنی) ڈپوزٹ کی ساری قسطیں بلاعوض ہڑپ کر جائے گا، اور جب جہالت ثابت ہوگئی تو یہ جوا ہے، اور درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کے بموجب جوا کی عام ممانعت میں داخل ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان

(۱) صحیح مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: (۱۵۱۳)۔

فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، تھان اور فال نکالنے کے تیر یہ سب گندے اور شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے اجتناب کروتا کہ فلاح وکامرانی سے ہمکنار رہو۔

۳-بزنس انشورنس کا معاملہ (ربا الفضل اور ربا النسیئہ) دونوں طرح کے سود پر مشتمل ہوتا ہے، کیونکہ اگر کمپنی انشورنس کرانے والے یا اس کے ورثاء یا اس سے فائدہ اٹھانے والے کو اس کے جمع کردہ مال سے زیادہ دیتی ہے تو یہ ربا الفضل (اضافہ کا سود) ہے، اور چونکہ انشورنس کرنے والا انشورنس کرانے والے کو یہ مال عقد کی مدت کے بعد دیتا ہے اس لئے یہ ربا النسیئہ (ادھار کا سود) بھی ہے، اور اگر انشورنس کرانے والے کو کمپنی اس کی جمع کردہ رقم کے برابر ہی دے تو یہ صرف ربا النسیئہ (ادھار کا سود) ہوگا، اور یہ دونوں قسمیں نص (کتاب وسنت کے صریح دلائل) اور اجماع سے حرام ہیں۔

---

(۱) سورۃ المائدہ: ۹۰۔

۴-بزنس انشورنس' مقابلہ اور بازی کی قبیل سے ہے، کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک میں جہالت، دھوکہ اور جوا ہے، شریعت اسلامیہ نے صرف انہی چیزوں میں بازی کی اجازت دی ہے جس سے اسلام کی نصرت اور دلیل وسنان سے اس کے شعائر کی سربلندی ہو، نبی کریم ﷺ نے معاوضہ کی بازی صرف تین چیزوں میں محدود فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''لا سبق إلا في خفٍ أو حافرٍ أو نصلٍ'' (۱)۔

مقابلہ (بازی) صرف خف والے یا کھر والے جانوروں میں یا تیراندازی میں ہے۔

اس حدیث کو ائمہ حدیث احمد، ابو داؤد، نسائی اور ترمذی نے

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: (۱۷۰۰) ابوداود، حدیث نمبر: (۲۵۷۴) ابن ماجہ، حدیث نمبر: (۴۴ و ۲۸۷۸) نسائی، حدیث نمبر: (۳۵۸۷ و ۳۵۸۸) ومسند احمد ۲/ ۲۵۶، ۳۵۸، ۴۷۴ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن'' اور امام ابن القطان اور ابن دقیق العید نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، علامہ احمد شاکر نے مسند احمد کی تحقیق میں (حدیث نمبر: ۷۴۷۶ و ۸۶۷۸ و ۸۹۸۱ و ۹۴۸۳ کے تحت) فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، نیز علامہ ارناؤوط نے شرح السنہ (۳۹۳/۱۰) میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

روایت کیا ہے اور امام ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اور انشورنس مذکورہ اشیاء میں سے کسی میں شامل نہیں ہے اور نہ ان میں سے کسی چیز کے مشابہ ہی ہے، لہٰذا حرام ہے۔

۵- بلاعوض غیر کا مال لینے کے لئے انشورنس کرنا- جو درحقیقت تجارتی معاوضات میں بلاعوض مال لینا ہے- حرام ہے، کیونکہ یہ (درج ذیل) فرمان باری میں ذکر کردہ ممانعت کے عموم میں داخل ہے:

﴿یا أیها الذین آمنو لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراضٍ منکم ولا تقتلوا أنفسکم إن الله کان بکم رحیماً﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! آپس میں اپنے اموال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ وہ تمہاری آپسی رضامندی کی خرید وفروخت ہو، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔

۶- بزنس انشورنس میں ایک ایسی چیز کو لازم کیا جاتا ہے جو شرعاً لازم

(۱) سورۃ النساء: ۲۹۔

نہیں ہوتی، کیونکہ 'خطرات' انشورنس کرنے والے سے واقع نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ خطرات کے واقع ہونے کا سبب بنتا ہے، بلکہ وہ محض انشورنس کرانے والے کی طرف سے جمع کردہ پیسوں کے عوض اس کے ساتھ خطرات واقع ہونے کی صورت میں ان کی ضمانت پر ایک معاہدہ کرتا ہے، انشورنس کرنے والا انشورنس کرانے والے کے لئے ہرگز کوئی کام نہیں کرتا، اس لئے بھی (انشورنس) حرام ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ جو باتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے سائل کو فائدہ پہنچے گا اور یہ باتیں اس کے لئے کافی ہوں گی، ساتھ ہی معلوم ہو کہ اس موضوع پر ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں جن کا ایک نسخہ ہم آپ کو ارسال کریں، نہ ہی اس تعلق سے کسی مناسب کتاب کا ہمیں علم ہے جس کی طرف ہم آپ کی رہنمائی کرسکیں، اللہ ہی توفیق دینے والا ہے، وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ (۱)۔

واضح ہوا کہ بزنس انشورنس اور لائف انشورنس متعدد دلائل کے سبب

(۱) دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات وافتاء: عبداللہ بن قعود (ممبر) عبدالرزاق عفیفی (نائب صدر کمیٹی) عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (صدر کمیٹی) فتویٰ نمبر: (۳۲۴۹) بتاریخ: ۹/۱۰/۱۴۰۰ھ۔

ناجائز ہیں، ان میں سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱-اس میں سود ہے، اس لئے کہ انشورنس کی بعض قسموں میں - جیسے لائف انشورنس میں- فائدہ دیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ انشورنس کرنے والا انشورنس کرانے والے کو اس کی جمع کردہ رقم مع سودی فوائد کے اس کے حوالہ کرنے کا پابند ہوتا ہے، اس طور پر انشورنس کرانے والا تھوڑے پیسے دے کر زیادہ لیتا ہے۔

۲-انشورنس' لوگوں کے مال کو باطل طریقہ سے کھانے کو مستلزم ہے۔

۳-انشورنس' جوا اور بازی پر مبنی ہوتا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو خطرہ پر معلق ہوتا ہے، چنانچہ کبھی خطرہ واقع ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، اس لئے معنوی اعتبار سے یہ جوا ہے۔

۴-انشورنس میں دھوکہ اور جہالت (لاعلمی) پائی جاتی ہے۔

۵-انشورنس دو معاملہ کرنے والوں کے درمیان بغض و عداوت اور جھگڑا پیدا کرتا ہے، وہ اس طرح سے کہ جب خطرہ (حادثہ) واقع ہوتا ہے تو فریقین میں سے ہر ایک سارا خسارہ دوسرے کے سر ڈالنے کی کوشش

کرتا ہے، اور اس کا انجام جھگڑے، مشکلات اور (کورٹ میں) مقدمات دائر کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

۶-انشورنس کی کوئی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں صدقات مشروع فرمائے ہیں، اور فقراء و مساکین اور قرض داروں کی ضروریات کے لئے زکاۃ کو واجب قرار دیا ہے، اور اسلامی حکومت اپنی رعایا کی ذمہ دار ہے(۱)۔

(۱) دیکھئے: الربا والمعاملات المصرفیة في نظر الشریعة الاسلامیة، از شیخ ڈاکٹر عمر بن عبدالعزیز المترک (متوفی ۱۴۰۵ھ) ص ۴۲۵۔

پانچواں باب:

سود کی تباہ کاریاں،نقصانات، خطرات اور برے اثرات

پانچواں باب:

سود کی تباہ کاریاں، نقصانات، خطرات اور بُرے اثرات

اس میں کوئی شک نہیں کہ سود کے بڑے عظیم نقصانات اور ہلاکت خیز انجام ہے، دین اسلام نے انسانیت کو جس چیز کا بھی حکم دیا ہے اس میں اس کی سعادت اور دنیوی واخروی عزت ہے،اور جس چیز سے بھی اسے منع فرمایا ہے اس میں اس کی بدبختی اور دنیوی واخروی خسارہ ہے،سود کے بے شمار نقصانات ہیں، چندنقصانات درج ذیل ہیں:

(۱) سود کے اخلاقی وروحانی نقصانات ہیں، کیونکہ ہم سودی معاملہ کرنے والے جس انسان کو بھی دیکھتے ہیں اس کی طبیعت میں بخل وکنجوسی، تنگئ صدر، سخت دلی، مال کی بندگی اور مادیت کی ہوس وغیرہ جیسے گندے اوصاف رچے بسے ہوتے ہیں۔

(۲) سود کے سماجی نقصانات ہیں کیونکہ جس سوسائٹی میں سودی معاملہ

ہوتا ہے وہ ایک گری ہوئی اور پراگندہ سوسائٹی ہوتی ہے، جس کے افراد باہم تعاون نہیں کرتے اور نہ ہی ایک شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے، الا یہ کہ اس کے پیچھے کوئی امید وابستہ ہو، خوشحال طبقے کے افراد تنگ دست طبقے کے افراد سے دشمنی اور بغض رکھتے ہیں۔ ایسی سوسائٹی کی سعادت اور امن وامان برقرار رہنا ممکن نہیں، بلکہ اس کے افراد کا ہمہ وقت تباہی اور اختلاف وانتشار کے دہانہ پر رہنا ضروری ہے۔

(۳) سود کے اقتصادی (معاشی) نقصانات ہیں، کیونکہ سود کا تعلق انسان کی معاشی زندگی سے ہے، جس میں مختلف شکلوں اور صورتوں میں لوگوں کے درمیان قرض (کالین دین) چلتا ہے۔

قرض کی کئی قسمیں ہیں:

(الف) وہ قرض جسے ضرورت مند لوگ اپنی ذاتی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے لیتے ہیں، اور یہ سود کے حصول کا سب سے وسیع میدان ہے، اس آفت سے دنیا کا کوئی بھی ملک محفوظ نہیں ہے (الا من رحم اللہ)، کیونکہ ان ملکوں نے حالات سازگار کرنے کی خاطر اپنی توجہ صرف نہ کی جس سے

محتاجوں اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو بہ سہولت قرض مل سکے۔ چنانچہ جو شخص ایک بار بھی سودخور کے ہاتھ لگ جاتا ہے اس سے تاحیات چھٹکارا نہیں پاتا، بلکہ نسلاً بعد نسل اس کے بیٹے پوتے اس قرض کی ادائیگی کے ذمہ دار بنتے ہیں(۱)۔

(ب) وہ قرض جسے تاجر، صنعت کار اور زمینوں کے مالکان حضرات اپنے سرمایہ کاری کے منصوبوں کے لئے لیتے ہیں۔

(ج) وہ قرض جسے حکومتیں دوسرے ملکوں کے انٹرنیشنل مارکٹ سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے لیتی ہیں۔

ان قرضوں کا نقصان معاشرہ کے دیوالیہ پن اور تاحیات محرومی اور تنگدستی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، خواہ یہ قرض تجارت کے لئے ہوں' یا صناعت کے لئے ہوں، یا جو محتاج ممالک مالدار ملکوں سے لیتے ہیں اس قبیل سے ہوں، یہ ساری شکلیں تمام لوگوں کے لئے ایسے عظیم خسارہ کا سبب ہیں جس سے وہ سوسائٹی یا وہ حکومتیں خلاصی نہیں پاسکتیں، اور یہ

(۱) دیکھئے: الربا، از ابوالاعلی المودودی، ص۴۰۔

دراصل اس اسلامی منہج کی پیروی نہ کرنے کا نتیجہ ہے جو ہر طرح کی بھلائی کی دعوت دیتا ہے اور فقراء و مساکین اور حاجتمندوں پر شفقت و نرمی کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾(۱)۔

نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم وزیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان باہمی تعاون، نرمی اور شفقت کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

"إن المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً، وشبک بين أصابعه"(۲)۔

(۱) سورۃ المائدۃ:۲۔

(۲) صحیح بخاری ۱/۱۲۲، حدیث نمبر: (۴۸۱، صحیح مسلم ۴/ ۱۹۹۹، حدیث نمبر: (۲۵۸۵)۔

بیشک ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت واستحکام پہنچاتا ہے، اور (یہ کہہ کر) آپ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملایا۔

نیز ارشاد فرمایا:

"مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم، كمثل الجسد، إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى" (۱)۔

مومنوں کی مثال' آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے، رحم کرنے اور نرمی کا برتاؤ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے۔

چنانچہ نجات، چھٹکارا، سعادت مندی اور مصائب سے عافیت اسلام

(۱) صحیح بخاری ۷/ ۷۷، حدیث نمبر: (۶۰۱۱)، صحیح مسلم (الفاظ اسی کے ہیں) ۴/ ۱۹۹۹، حدیث نمبر: (۲۵۸۶)۔

کے درست منہج اور اس کے لائے ہوئے احکام وتعلیمات کی اتباع ہی سے ممکن ہے۔

(۴) اسلامی معاشرے پر سود کے اثرات، اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

(۵) انسانی طاقت (صلاحیت) کو معطل کر دینا، کیونکہ سود خور کو بے روزگاری وبیکاری سود ہی کے سبب حاصل ہوتی ہے۔

(۶) کسی کام کے بغیر لوگوں کے پاس مال کی بہتات۔

(۷) معیشت کو منحرف (ٹیڑھا) رخ دینا، اور اسی سے فضول خرچی پیدا ہوتی ہے۔

(۸) مسلمانوں کا مال ان کے دشمنوں کے پاس رکھنا، اور یہ ایک انتہائی خطرناک مسئلہ ہے جس سے مسلمان دوچار ہوئے ہیں، وہ اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے بیلنس (زائد) اموال کافر ممالک کے سودی بینکوں میں رکھ دیئے، اور یہ چیز مسلمانوں کو ترقی کے وسائل سے عاری کر دیتی ہے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے اور ان کے مال سے فائدہ اٹھانے

میں ان کافروں یا سود کے بیوپاریوں کی مدد کرتی ہے(۱)۔

(۹) سود، اللہ کے دشمن یہودیوں کا عمل اور ان کی خصلت ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وأخذهم الربا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس بالباطل وأعتدنا للكافرين منهم عذاباً أليماً﴾(۲)۔

اور سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث (جو نفیس چیزیں یہودیوں کے لئے حلال تھیں وہ ہم نے ان پر حرام کر دیں) اور ان میں جو کفار ہیں ہم نے ان کے لئے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۱۰) سود، زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی عادت ہے، لہٰذا جس نے سودی معاملہ کیا وہ ان کے اوصاف میں سے ایک وصف سے متصف ہوا(۳)۔

(۱۱) سود خور قیامت کے روز مجنون (پاگل) کی طرح اٹھایا جائے گا،

---

(۱) دیکھئے: الربا وآثارہ علی المجتمع الانسانی، از ڈاکٹر عمر بن سلیمان الاشقر، ص۳۵۔

(۲) سورۃ النساء:۱۶۱۔

(۳) دیکھئے: صفحہ نمبر(۲۲)۔

ارشاد باری ہے:

﴿الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلک بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا فمن جاء ہ موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف وأمره إلى الله ومن عاد فأولئک أصحاب النار هم فيها خالدون﴾(۱)۔

سودخور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی بنادے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، پس جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ حرام کی طرف

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۷۵۔

لوٹا وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔

(۱۲) اللہ عزوجل سود کے اموال کو مٹاتا اور انہیں ضائع کردیتا ہے،

ارشاد باری ہے:

﴿ يمحق الله الربا ويربي الصدقات والله لا يحب كل كفار أثيم﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

" الربا وإن كثر فإن عاقبته تصير إلى قلٍ"(۲)۔

سود اگرچہ زیادہ ہی ہو، مگر اس کا انجام کمی ہی ہوا کرتا ہے۔

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۷۶۔

(۲) مسند احمد ۱/ ۳۹۵، ۴۲۴، حاکم، اور انھوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے ۲/ ۳۷، علامہ احمد شاکر نے اس کی سند کو مسند احمد (حدیث نمبر: ۳۷۵۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۳) سودی معاملہ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لئے لا کھڑا کرتا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رء وس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال ہی تمہارا ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

(۱۴) سودخوری کا عمل تقویٰ کی کمی یا سرے سے تقویٰ کے فقدان پر دلالت کرتا ہے، اور یہ ناکامی اور دنیا وآخرت کے خسارہ کا سبب بنتا ہے،

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۸، ۲۷۹۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافا مضاعفة واتقوا الله لعلكم تفلحون، واتقوا النار التي أعدت للكافرين، وأطيعوا الله والرسول لعلكم ترحمون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اس آگ (جہنم) سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۱۵) سودخوری' سودخور کو لعنت کا مستحق بناتی ہے، چنانچہ وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے، اور فرمایا: ''**ھم سواء**'' یہ سب کے سب (گناہ میں)

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۰ تا ۱۳۲۔

برابر ہیں(۱)۔

(۱۶) سودخور کو مرنے کے بعد خون کی نہر میں تیرنے کا عذاب دیا جائیگا اوراس کے چہرے پر پتھر سے مارا جائے گا، تو وہ نہر کے درمیانی حصہ میں چلا جائے گا، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ (پوری حدیث بیان کرنے کے بعد) اللہ کے رسول ﷺ سے فرشتے نے کہا:

''الذي رأيته في النهر آكل الربا''(۲)۔

جسے آپ نے نہر میں دیکھا وہ سودخور تھا۔

(۱۷) سودخوری بڑے مہلک گناہوں میں سے ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اجتنبوا السبع الموبقات '' قالوا: يا رسول الله،

(۱) صحیح مسلم بروایت جابر رضی اللہ عنہ ۳/ ۱۲۱۸، اس حدیث کی تخریج ص: (۳۴) میں گزرچکی ہے۔

(۲) صحیح بخاری ۳/ ۱۱، حدیث نمبر: (۲۰۸۵) اس حدیث کی تخریج ص: (۳۵) میں گزر چکی ہے۔

وما هن؟ قال:''الشرک، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات''(۱)۔

سات مہلک گناہوں سے بچو، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا: شرک، جادو، اللہ کے حرام کردہ نفس (جان) کو ناحق قتل کرنا، سودخوری، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاکباز، بھولی بھالی، مومنہ عورتوں پر تہمت باندھنا۔

(۱۸) سودخوری اللہ کے عذاب اور تباہی کا سبب ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے:

''إذا ظهر الزنا والربا في قرية فقد أحلوا بأنفسهم

(۱) متفق علیہ: بخاری، حدیث نمبر: (۲۶۱۵) ومسلم، حدیث نمبر: (۸۹) اس حدیث کی تخریج ص: (۳۶) میں گزرچکی ہے۔

عذاب الله''(۱)۔

جب کسی بستی میں زنا کاری اور سود خوری ظاہر ہو جائے تو (سمجھ لو کہ) انھوں نے اپنے آپ پر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا ہے۔

(۱۹) برائی کے دروازوں میں سے تہتر دروازے سود کے ہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''الربا ثلاثة وسبعون باباً أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه، و إن أربى الربا عرض الرجل المسلم''(۲)۔

(۱) اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے ۲/ ۳۷، اور علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''غاية المرام في تخريج احاديث الحلال والحرام'' (ص:۲۰۳، حدیث نمبر:۳۴۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے اور امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے ۲/ ۳۷، اور علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الجامع الصغیر (۳/۱۸۶) میں صحیح قرار دیا ہے، امام ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے=

سود کے تہتر دروازے (مراتب) ہیں، ان میں سے سب سے کمتر کا گناہ آدمی کے اپنی ماں سے نکاح (زنا) کرنے کے مثل ہے،

= روایت کیا ہے، حدیث نمبر: (۲۲۷۴)، اس کے الفاظ اس طرح ہیں: ''الربا سبعون حوباً أيسرها أن ينكح الرجل أمه'' علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابن ماجہ (۲/۷۲) میں صحیح قرار دیا ہے، علامہ شعیب الارنؤوط امام بغوی کی کتاب ''شرح السنة'' کی تحقیق (۸/۵۵) میں فرماتے ہیں: ''اسے حافظ عراقی نے صحیح قرار دیا ہے'' امام ابن ماجہ نے اس کا ابتدائی نصف حصہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حدیث نمبر: (۲۲۷۵) اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ''الربا ثلاثة وسبعون باباً'' اور علامہ البانی نے اسے صحیح سنن ابن ماجہ (۲/ ۲۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن ماجہ میں ''الربا ثلاثة وسبعون باباً'' کے الفاظ ہیں، اور یہ صحیح ہے، اس میں اس سے زیادہ نہیں ہے ...(لیکن) امام ابوداود نے اسے جید سند سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً (اس طرح) روایت کیا ہے: ''ان من أربى الربا الاستطالة في عرض المسلم بغير حق'' ۴/ ۲۶۹، اور ''أيسرها أن ينكح الرجل أمه'' کی زیادتی محل نظر ہے، جبکہ اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے۔ یہ جملہ سخت تنبیہ اور وارننگ کا باعث ہے، اور ماں سے تشبیہ دینا گناہ کی خطرناکی اور شدت پر دلالت کرتا ہے، اور (مسلم کی) آبرو سے تشبیہ دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سود صرف مال کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ غیبت، چغلخوری اور اللہ کے حرام کردہ دیگر فواحش و منکرات کا ارتکاب بھی اس میں شامل ہے'' شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔ دیکھئے: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''بلوغ المرام'' کی حدیث نمبر: (۸۵۱) پر شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی تعلیق۔

اور سب سے بڑا سود بندۂ مسلم کی آبرو ہے۔

(۲۰) سود خوری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت و نافرمانی ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم﴾ (۱)۔

جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها وله عذاب مهين﴾ (۲)۔

اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور

(۱) سورۃ النور: ۶۳۔

(۲) سورۃ النساء: ۱۴۔

اس کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے گا اسے وہ جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا، یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمراً أن يكون لهم الخيرة من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً مبيناً﴾ (۱)۔

اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں جا پڑے گا۔

مزید ارشاد ہے:

﴿ومن يعص الله ورسوله فإن له نار جهنم خالدين

(۱) سورۃ الاحزاب: ۳۶۔

فيها أبداً﴾(۱)۔

جولوگ بھی اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کریں گے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

(۲۱) سودخوراگرتوبہ نہ کرے تواس کوجہنم کی وعید سنائی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وأحل الله البيع وحرم الربا، فمن جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف وأمره إلى الله ومن عاد فأولئك أصحاب النار هم فيها خالدون﴾(۲)۔

اللہ تعالیٰ نے تجارت کوحلال کیا ہے اورسودکوحرام، پس جوشخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کررک گیا اس کے لئے وہ ہے جوگزرا اوراس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ حرام کی طرف لوٹا وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ اسی میں

(۱) سورۃ الجن:۲۳۔

(۲) سورۃ البقرۃ:۲۷۵۔

رہیں گے۔

(۲۲) اللہ تبارک وتعالیٰ سودی مال کا صدقہ قبول نہیں فرماتا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً"(۱)۔

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے۔

(۲۳) سودخور کی دعا قبول نہیں ہوتی، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"أن النبي ﷺ: "...ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء: يا رب، يارب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك"(۲)۔

نبی کریم ﷺ نے ذکر کیا کہ ایک آدمی دور دراز کا سفر کرتا ہے، اس

(۱) صحیح مسلم ۲/۷۰۳، حدیث نمبر: (۱۰۱۴)۔

(۲) صحیح مسلم (جیسا کہ تخریج گزرچکی ہے) ۲/۷۰۳، حدیث نمبر: (۱۰۱۴)۔

کے بال پراگندہ اور وہ غبار آلود ہوتا ہے، وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے’’اے رب، اے رب‘‘ جبکہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے، اس کا پینا حرام ہوتا ہے، اس کا لباس حرام ہوتا ہے اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہوتی ہے، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی؟۔

(۲۴) سودخوری دل کی سختی اور اس پر زنگ (گناہوں کے سبب دل پر بیٹھنے والی سیاہی) لگ جانے کا سبب ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون﴾(۱)۔

ہرگزنہیں، بلکہ ان کے (برے) کرتوت کی پاداش میں ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهي

(۱) سورۃ المطففین: ۱۴۔

القلب‘‘(۱)۔

سن لو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا (حصہ) ایسا ہے کہ جب وہ درست ہوگا تو پورا جسم درست رہے گا، اور جب وہ فاسد ہوگا تو پورا جسم فاسد ہو جائے گا، اور وہ ٹکڑا دل ہے۔

(۲۵) سودخوری پاکیزہ وحلال روزی سے محرومی کا سبب ہوتی ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم و بصدهم عن سبيل الله كثيراً، وأخذهم الربا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس بالباطل وأعتدنا للكافرين منهم عذاباً أليماً﴾(۲)۔

جو پاکیزہ چیزیں ان (یہودیوں) کے لئے حلال کی گئی تھیں وہ ہم

(۱) صحیح مسلم، بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، ۳/۱۲۱۹، اس حدیث کی تخریج ص: (۹۰) میں گزر چکی ہے۔

(۲) سورۃ النساء: ۱۶۰، ۱۶۱۔

نے ان پر حرام کر دیں ان کے ظلم کے باعث اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث اور سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث، اور ان میں جو کفار ہیں ہم نے ان کیلئے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۲۶) سود خوری ظلم ہے، اور ظلم قیامت کے روز تہ بہ تہ تاریکی ہوگا، اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ولا تحسبن الله غافلاً عما يعمل الظالمون إنما نؤخرهم ليومٍ تشخص فيه الأبصار، مهطعين مقنعي رء وسهم لا يرتد إليهم طرفهم وأفئدتهم هواء﴾(۱)۔

ناانصافوں کے کرتوت سے اللہ کو غافل نہ سمجھو، وہ انہیں اس دن تک مہلت دیئے ہوئے ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

(۱) سورۃ ابراہیم: ۴۲، ۴۳۔

جائیں گی۔ وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے تیزی سے بھاگ رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں نہ پلٹیں گی اور ان کے دل خالی اور اڑے ہوئے (ہواس باختہ) ہوں گے۔

(۲۷) عام طور پر سود خور کے اور نیکی کی راہوں کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جاتی ہے، چنانچہ نہ وہ اچھا قرض دیتا ہے، نہ تنگ دست کو مہلت دیتا ہے اور نہ ہی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرتا ہے، کیونکہ بلا ظاہر و محسوس فائدہ کے مال خرچ کرنا اس پر شاق اور گراں گزرتا ہے، جبکہ اللہ عزوجل نے اپنے مومن بندوں کی مدد کرنے اور ان کی مصیبت دور کرنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة، ومن ستر مسلماً ستره الله في الدنيا والآخرة ، والله في عون

العبد ما كان العبد في عون أخيه''(۱)۔

جس نے کسی مومن سے دنیا کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کی اللہ تعالیٰ اس کی روز قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرمائے گا، اور جس نے کسی تنگ دست کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ کیا اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يسلمه، من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرج

(۱) صحیح مسلم ۴/۲۰۷۴، حدیث نمبر: (۲۶۹۹)۔

عن مسلم كربة فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة، ومن ستر مسلماً ستره الله يوم القيامة''(۱)۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے (لہٰذا) نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کی تکمیل میں ہوتا ہے اللہ اس کی ضرورت کی تکمیل کرتا ہے، اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کی اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کی روز قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرمائے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

نیز نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''من أنظر معسراً أو وضع عنه أظله الله في

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، حدیث نمبر: (۲۴۴۲)، صحیح مسلم ۴/ ۱۹۹۶، حدیث نمبر: (۲۵۸۰)۔

ظلـــــه''(۱)۔

جس نے کسی تنگ دست (پریشان حال) کو مہلت دی یا اس سے (اپنا حق) ساقط کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا۔

(۲۸) سود انسان کے شفقت و نرمی کے جذبات کا خون کر دیتا ہے، کیوں کہ سود خور کو اگر قدرت ہو تو وہ قرض دار کو اس کے سارے مال سے بے دخل کرنے میں کوئی تردد نہیں کرتا، اسی لئے نبی رحمت ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''لا تنزع الرحمة الا من شقي''(۲)۔

رحمت بد بخت ہی کے دل سے چھینی (سلب کی) جاتی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

---

(۱) صحیح مسلم ۴/۲۳۰۲، حدیث نمبر: (۳۰۰۶)۔

(۲) سنن ابوداود ۴/۲۸۶، حدیث نمبر: (۴۹۴۲)، ترمذی ۴/۳۲۳، حدیث نمبر: (۱۹۲۳) علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی (۲/۱۸۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

''لا يرحم الله من لا يرحم الناس'' (۱)۔

اللہ اس شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہ کرے۔

نیز فرمایا:

''الراحمون يرحمهم الرحمن، ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء''(۲)۔

رحم کرنے والوں پر رحمٰن (اللہ عز وجل) مہربان ہوتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

ع کرو مہربانی تم اہل زمیں پر

(اللہ) مہرباں ہوگا عرش بریں پر

(۲۹) سود افراد اور جماعتوں کے درمیان بغض و عداوت کا سبب ہے اور قطع تعلقی اور فتنہ پیدا کرتا ہے(۳)۔

---

(۱) متفق علیہ: بخاری ۸/ ۲۰۸، حدیث نمبر: (۶۳۷۶) و مسلم ۴/ ۱۸۰۹، حدیث نمبر: (۲۳۱۹)۔

(۲) ابو داود ۴/ ۲۸۵، حدیث نمبر: (۱۹۴۱)، ترمذی ۴/ ۳۲۴، حدیث نمبر: (۹۲۴) علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی (۲/۱۸۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) دیکھئے: توضیح الاحکام من بلوغ المرام للبسام ۴/ ۷۔

(۳۰) سود لوگوں کو ایسے خطرناک اقدامات میں مبتلا کر دیتا ہے جن کے نتائج برداشت کرنے کی ان میں طاقت نہیں ہوتی۔

سود کے نقصانات بے شمار ہیں، ہمارے لئے صرف اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اسی چیز کو حرام فرمایا ہے جو سراپا نقصان اور خرابی ہو، یا جس کا نقصان اور خرابی اس کے فائدہ سے زیادہ ہو۔

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے عفو ودرگزر اور دنیا وآخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں (۱)۔

---

(۱) دیکھئے: توضیح الاحکام للبسام ۴/ ۷۔

خاتمہ

الحمد للہ یہ بحث حسب استطاعت توجہ اور جستجو کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچی، اس موضوع کی بڑی اہمیت ہے، اور یہ مخلص علماء کرام اور اہل قلم کی توجہ کے لائق ہے، اور یہ اس لئے کہ سود امت اسلامیہ کے لئے ایک خطرناک آفت ہے، کیونکہ سود اللہ کی شریعت کے خلاف اور اس سے متصادم ہے، چنانچہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو لازم پکڑیں، انہی دونوں میں تمام بھلائیاں نیز انہی میں -ان کا تمسک کرنے والے اور ان میں موجود احکام وتوجیہات پر عمل کرنے والے کے لئے- دنیا وآخرت کی سعادت وکامرانی ہے۔

جہاں تک اس معمولی بحث کی بات ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ میں نے اس میں اچھی محنت اور جد وجہد کی ہے۔

اس بحث کے نتائج میں بعض ان اہم مسائل کا ذکر کرنا مقصود ہے جنھیں

ایک مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے، تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں میں پڑنے سے اجتناب کرے، ان میں سے چند مسائل درج ذیل ہیں:

۱- سود کی حرمت کے سلسلہ میں قطعی دلائل سے واقفیت، نیز یہ کہ ان نصوص کی مخالفت کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی جنگ کا اعلان کرتا ہے، اور اللہ سے جنگ کے لئے کون کھڑا ہوسکتا ہے؟

۲- سود کے سلسلہ میں یہودیوں کے موقف کا ذکر کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر سود حرام کردیا تو انھوں نے طرح طرح کے حیلے اپنائے، حتی کہ علانیہ طور پر اور (بزعم خود) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دھوکہ دے کر سود کھایا۔

۳- اسلام کی آمد سے قبل زمانۂ جاہلیت کی عادات و اطوار سے واقفیت، نیز یہ کہ وہ لوگ مال ہڑپ کرنے کے معاملہ میں، چاہے اس کا راستہ حرام اور ضرر رساں ہی کیوں نہ ہو، ناگفتہ بہ حالت میں تھے، اسی طرح ہمیں ان کی عقلوں کی خرابی اور اللہ کی پیدا کردہ فطرت سے ان کی فطرت کے پلٹ جانے کا بھی علم ہوا۔

۴- اسلام نے جب سود کو حرام کیا تو انسانیت کو بلا نعم البدل نہیں چھوڑا، بلکہ تجارت اور کاروباری شراکت کی تمام مشروع قسمیں، جو فرد و معاشرہ کو خیر و برکت اور سعادت عطا کرتی ہیں، حلال قرار دیں۔

۵- سودخور ملعون اور اپنے رب کی رحمت سے دھتکارا ہوا ہے، جیسا کہ سنت صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

۶- سود کی قسموں سے واقفیت، اور یہ کہ اس کی دو قسمیں ہیں: ''ربا الفضل'' اور ''ربا النسیئہ'' اور یہ دونوں قسمیں کتاب وسنت اور اجماع سے حرام ہیں۔

۷- حیوان کے عوض حیوان کی خرید و فروخت کا جواز، اور سونے چاندی کے علاوہ اور مکیل وموزون (تولے اور وزن کئے جانے والے) کھانوں کے علاوہ اشیاء میں کمی بیشی اور ادھار کا جواز۔

۸- کرنسی کی تبدیلی میں ادھار کا عدم جواز، بلکہ دونوں فریقوں کے درمیان فوری قبضہ ضروری ہے، اسی طرح سونے کو چاندی کے بدلے یا چاندی کو سونے کے بدلے ایک مدت تک کے لئے ادھار فروخت کرنا...

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی حرمت پر سنت کے صحیح دلائل پائے جانے کے سبب ناجائز ہے۔

۹- ''مدعجوۃ'' کے نام سے موسوم بیع کا عدم جواز، اور یہ نام فقہاء کرام کے یہاں معروف ہے۔

۱۰- بیع عینہ سنت صحیحہ کی نص سے حرام ہے، جب کہ اس زمانہ کی اکثریت اس میں ملوث ہے' الا من عصم اللہ۔

۱۱- بعض ان نصوص کا ذکر جو شبہات سے دور رہنے کا حکم دیتے ہیں، کیونکہ جو شبہات میں پڑا وہ حرام میں جا واقع ہوا، نیز یہ کہ جسم دل کے ماتحت ہے، دل کی درستگی سے تمام اعضاء و جوارح درست رہتے ہیں اور دل کی خرابی سے سارے اعضاء خراب ہو جاتے ہیں۔

۱۲- سود کے نقصانات، اثرات اور مفاسد سے واقفیت، اور یہ کہ بھلائی، نیک بختی، نجات اور چھٹکارا زندگی کے تمام گوشوں میں اسلامی منہج کے اتباع ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۳- مسلمانوں کو سودی معاملہ کرنے، یا اپنے بیلنس (زائد) اموال

کافر ممالک کے بینکوں میں جمع کرنے سے منع کرنا، جو اس بیلنس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، یا اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

۱۴- اسلام کی بعض خوبیوں کی وضاحت، نیز یہ کہ اسلام سعادت، ہدایت، رحمت، نرمی اور مسلمانوں کے مابین باہمی رحم و کرم کا دین ہے، سنت نے فرمان نبوی ''**ان المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضاً**'' (۱) میں ان کی مثال بیان فرمائی ہے، یہ مخلص اور اپنے اسلام میں سچے مسلمانوں پر اللہ عزوجل کا بہت بڑا فضل واحسان ہے۔

۱۵- سود کی حرمت کے اسباب کا ذکر، اور یہ کہ اس (کی حرمت) میں اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کارفرما ہے، اور ہم شرعی احکام کی حکمت و مصلحت جاننے کے مکلّف نہیں ہیں' وللہ الحمد، البتہ ہمیں اگر بعض احکام کی حکمت معلوم ہو جائے تو یہ زیادتیٔ علم اور خیر ہے، اور ہمیں اگر اس کا علم نہ ہو تو بھی ہم اپنے رب کی حکم کردہ باتوں پر عمل کریں گے اور منع کردہ امور سے

(۱) اس حدیث کی تخریج ص: (۱۶۳) میں گزر چکی ہے۔ ترجمہ: بیشک ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت واستحکام پہنچاتا ہے۔

اجتناب کریں گے، اور کہیں گے (سمعنا واطعنا) ہم نے سنا اور اطاعت کی' ہمارا رب سبحانہ وتعالیٰ اپنے مشروع کردہ امور میں حکیم اور ان حکمتوں کی خبر رکھنے والا ہے۔

۱۶- شرعی ناحیہ سے کاغذی کرنسی (نوٹ) کے حکم کی وضاحت۔

۱۷- سامانوں کو ان کی جگہوں سے منتقل کرنے سے پہلے فروخت کرنے کا عدم جواز۔

۱۸- استعمال شدہ سونے کو نئے سونے کے بدلے فرق کی ادائیگی کے ساتھ فروخت کرنے کے حکم کی وضاحت کہ ایسا کرنا ناجائز ہے۔

۱۹- سودی بینکوں سے لین دین اور ان میں ملازمت کرنے کا عدم جواز، کیونکہ ایسا کرنا گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون کرنا ہے۔

۲۰- بینکوں کے شیئر (حصص) کی خرید وفروخت کا عدم جواز، کیونکہ یہ نقد کو نقد کے عوض فروخت کرنا ہے۔

۲۱- جس قرض سے نفع حاصل ہو اس کا عدم جواز۔

۲۲- بزنس انشورنس اور لائف انشورنس کی حرمت، کیونکہ اس میں

دھوکہ، لاعلمی اور لوگوں کے مال کو باطل طریقہ سے کھانا ہے۔

اخیر میں میں اللہ بالا و برتر سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میرے اس کام کو خالص اپنے وجہ کریم کے لئے بنائے اور مجھے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد اس سے فائدہ پہنچائے، نیز اس کتاب کے پڑھنے یا نشر کرنے یا چھاپنے والے کے علم، ہدایت اور توفیق میں اضافہ فرمائے، وہی اس کا مالک اور اس پر قادر ہے۔

یہ معمولی سی کاوش ہے، اس میں جو درست ہے وہ احسان فرمانے والے اللہ واحد کی جانب سے ہے، اور جو غلط ہے وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے' اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری ہیں، اور میں اللہ برتر سے مغفرت کا خواستگار ہوں۔

وصلى الله وسلم على عبده ورسوله وخيرته من خلقه نبينا محمد بن عبد الله وعلى آله و أصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

فہرست مضامین

موضوعات ومضامین	صفحہ نمبر
مقدمہ از مترجم	۳
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۸
مقدمۂ مؤلف	۹
☆☆ **پہلا باب:** سود اسلام سے پہلے	۱۵
☆ **پہلی فصل:** سود کی لغوی وشرعی تعریف	۱۷
سود کی لغوی تعریف	۱۷
سود کی شرعی تعریف	۱۸
☆ **دوسری فصل:** سود یہودیوں میں	۱۹
☆ **تیسری فصل:** سود زمانۂ جاہلیت میں	۲۲
☆☆ **دوسرا باب:** سود کے سلسلہ میں اسلام کا موقف	۲۷
☆ **پہلی فصل:** سود پر تنبیہ	۲۹

☆ **دوسری فصل:** ''ربا الفضل'' (زیادتی اور اضافہ کا سود)	۴۴
(الف) ربا الفضل کے سلسلہ میں وارد چند نصوص	۴۴
(ب) ربا الفضل اور سود کی بقیہ قسموں کا حکم	۵۵
(ج) سود کی حرمت کے اسباب اور حکمتیں	۶۰
☆ **تیسری فصل:** ''ربا النسیئۃ'' (ادھار کا سود)	۶۲
(الف) ربا النسیئہ کی تعریف	۶۲
(ب) ربا النسیئہ کے سلسلہ میں وارد بعض نصوص	۶۳
☆ **چوتھی فصل:** ''بیع العینۃ'' (عینہ کی خرید وفروخت)	۶۸
(الف) ''عینہ'' کی تعریف	۶۸
(ب) عینہ کی خرید وفروخت کا حکم اور اس سلسلہ میں وارد بعض نصوص	۶۸
☆☆ **تیسرا باب: کن صورتوں میں کمی بیشی اور ادھار جائز ہے**	۷۳
☆ **پہلی فصل:** (چند) شرائط کی بنیاد پر کمی وبیشی کا جواز	۷۵
(الف) کمی بیشی کا جواز جب علت نہ پائی جائے	۷۵
(ب) نہ تولی اور نہ وزن کی جانے والی اشیاء میں کمی بیشی کا جواز	۷۶
☆ **دوسری فصل:** کرنسی کی تبدیلی اور اس کے احکام	۸۰

(الف) مراطلہ (سونے کوسونے اور چاندی کو چاندی کے بدلہ وزن کرکے فروخت کرنا)	۸۰
(ب) کرنسی کی تبدیلی	۸۱
☆ **تیسری فصل**: شبہات سے دور رہنے کی ترغیب	۸۹
چیزوں کی تین قسمیں ہیں	۹۳
☆☆ **چوتھا باب: عصر حاضر کے سودی مسائل سے متعلق فتاوے**	۹۷
مسئلہ(۱): کاغذی نوٹ اور شرعی ناحیہ سے اس کا حکم	۹۹
مسئلہ(۲): سہ جہتی حیلہ کا مسئلہ	۱۰۴
مسئلہ(۳): غیر مقبوضہ سامانوں کی ادھار خرید وفروخت جبکہ...	۱۰۶
مسئلہ(۴): کرنسیوں کی تبدیلی	۱۰۹
مسئلہ(۵): نئے سونے کے عوض استعمال شدہ سونا فروخت کرنا...	۱۱۱
مسئلہ(۶): سونے یا چاندی ادھار فروخت کرنا	۱۱۷
مسئلہ(۷): انشورنس کمپنیوں میں شرکت کرنا	۱۱۹
مسئلہ(۸): سودی بینکوں سے (تعامل) لین دین کرنا	۱۲۰
مسئلہ(۹): سودی بینکوں سے تعامل اوران میں ملازمت کرنا	۱۲۵
مسئلہ(۱۰): سودی بینکوں میں مال (رقم) جمع کرنا	۱۳۰

مسئلہ(۱۱): بینکوں کے حصے (شیئر) خریدنا	۱۳۲
مسئلہ(۱۲): سودی اداروں میں سروس (ملازمت) کرنا	۱۳۵
مسئلہ(۱۳): سودی بینکوں کے فوائد (سود) لینا	۱۳۷
مسئلہ(۱۴): سالانہ فوائد (انٹرسٹ) پر بینکوں سے قرض لینا	۱۳۸
مسئلہ(۱۵): قرض کسی کرنسی میں لینا اور ادائیگی دوسری کرنسی میں...	۱۳۹
مسئلہ(۱۶): وہ قرض جس سے نفع حاصل ہو	۱۴۴
مسئلہ(۱۷): تجارتی ضمانت (بزنس انشورنس) اور بینک کفالت	۱۴۷
☆☆ **پانچواں باب: سود کی تباہ کاریاں، نقصانات، خطرات اور برے اثرات**	۱۵۷
۱-سود کے اخلاقی اور روحانی نقصانات ہیں	۱۵۹
۲-سود کے اجتماعی (سماجی) نقصانات ہیں	۱۵۹
۳-سود کے اقتصادی (معاشی) نقصانات ہیں	۱۶۰
۴-اسلامی معاشرے پر سود کے اثرات	۱۶۴
۵-انسانی طاقت کو معطل کردینا	۱۶۴
۶-کسی کام کے بغیر لوگوں کے پاس مال کی بہتات	۱۶۴
۷-معیشت کو منحرف (ٹیڑھا) رخ دینا	۱۶۴

۸- مسلمانوں کے اموال ان کے دشمنوں کے پاس رکھنا ۱۶۴
۹-سود یہودیوں کا عمل اور ان کی خصلت ہے ۱۶۵
۱۰-سود زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی عادت ہے ۱۶۵
۱۱-سودخور قیامت کے روز پاگل کی طرح اٹھایا جائے گا ۱۶۵
۱۲-اللہ عزوجل سود کے اموال کو ضائع وبرباد کر دیتا ہے ۱۶۷
۱۳-سودی معاملہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ سے جنگ.. ۱۶۸
۱۴-سودخوری تقویٰ کی کمی پر دلالت کرتی ہے ۱۶۸
۱۵-سودخوری سودخور کو لعنت کا مستحق بناتی ہے ۱۶۹
۱۶-سودخور کو مرنے کے بعد خون کی نہر میں تیرنے کا عذاب... ۱۷۰
۱۷-سودخوری بڑے مہلک گناہوں میں سے ہے ۱۷۰
۱۸-سودخوری اللہ کے عذاب اور تباہی کے نزول کا سبب ہے ۱۷۱
۱۹-برائی کے دروازوں میں سے تہتر دروازے سود کے ہیں ۱۷۲
۲۰-سود اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی معصیت کا کام ہے ۱۷۴
۲۱-سودخور اگر توبہ نہ کرے تو اسے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے ۱۷۶
۲۲-اللہ تعالی سودی مال کا صدقہ قبول نہیں فرماتا ۱۷۷

۲۳-سودخور کی دعاء قبول نہیں ہوتی ۱۷۷
۲۴-سودخوری دل کی سختی کا سبب ہے ۱۷۸
۲۵-سودخوری پاکیزہ روزی سے محرومی کا سبب ہوتی ہے ۱۷۹
۲۶-سودخوری ظلم ہے اور ظلم قیامت کے روز تہ بہ تہ تاریکی ہوگا ۱۸۰
۲۷-سودخور کے اور نیکیوں کی راہوں کے درمیان آڑ حائل... ۱۸۱
۲۸-سود انسان کے شفقت ونرمی کا جذبات کا خون کر دیتا ہے ۱۸۴
۲۹-سود بغض وعداوت کا سبب ہے ۱۸۵
۳۰-سود لوگوں کو ایسے خطرناک اقدامات میں مبتلا کر دیتا ہے
جن کے نتائج برداشت کرنے کی انہیں استطاعت نہیں ہوتی ۱۸۶
خاتمہ ۱۸۷
فہرست مضامین ۱۹۵